سرایت کرچکا تھا یہاں تک کہ ظاہر شاہ بھی سردار داؤد کو وزارت عظمیٰ کے عہدے سے ہٹانے پر مجبور ہوا چنانچہ ۱۹۶۴ میں افغان پارلیمنٹ نے ایک اساسی قانون کا اعلان کر کے ۱۹۶۵ میں ڈاکٹر یوسف کو وزیر اعظم منتخب کیا اس وقت پہلی مرتبہ کیمونسٹ افراد نمودار ہو گئے جنہوں نے ڈاکٹر یوسف کے حکومت کے خلاف ہڑتالوں اور مظاہروں کا اجراء کیا جس کی قیادت روسی جاسوسی تنظیم کے۔ جی۔ بی۔ کے جاسوس ببرک کارمل کر رہے تھے۔ ان مظاہروں کے دوران بائیں بازو کے افراد اور مسلح فوج کے درمیان کئی جھڑپ ہوئے جس کے نتیجے میں کئی افراد لقمہ اجل بن گئے۔

کیمونسٹ نوجوانوں کے ان مظاہروں سے جو پہلی مرتبہ ہو گئے تھے ظاہر شاہ کے حکومت کے اندر سخت خوف وہراس پھیل گیا اور اس نے اپنے حکومت کو تحفظ دینے کی خاطر روس کے دامن کو مزید تھام لیا اور دباؤ میں آکر ڈاکٹر محمد یوسف کے جگہ محمد ہاشم میوندوال کو وزیر اعظم مقرر کیا لیکن وہ بھی چند اختلافات کی بناپر ۱۹۶۷ میں استعفیٰ دینے پر مجبور ہوا اس کے بعد نور احمد اعتمادی وزیر اعظم مقرر ہوئے لیکن اسے بھی ۱۹۷۱ میں روسی ایجنٹوں کے ہڑتالوں اور مظاہروں کی وجہ سے کرسی اقتدار چھوڑنا پڑا چونکہ ۱۹۶۵ میں ڈیموکریسی کا اعلان کیا گیا تھا لھذا ہر قسم کی سیاسی اور ثقافتی آزادی میسر ہو گئی تھی اس وقت کیمونسٹ خلق اور پرچم پارٹی "بیدار نوجوانوں کی تنظیم" سے موسوم تھی۔ اور کابل یونیورسٹی کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا۔ دوسری طرف کیمونسٹ افغان بری فوج اور فضائیہ میں بھی خاصے مضبوط ہو گئے تھے جب کیمونزم کا نفوذ افغان عوام میں خطرناک حد تک پہنچ گیا تو مسلمان علماء نے اس کی راہ مسدود کرنے کیلئے کوشش شروع کی لیکن افسوس ہے کہ ظاہر شاہ کی حکومت ہمیشہ علماء کی راہ میں رکاوٹ بنی رہی۔ جبکہ کیمونسٹوں کو کھلی آزادی دی گئی تھی۔ صحافت کے میدان پر وہ قابض ہو چکے تھے اور اپنے جریدے اور اخبار بھی شائع کر رہے تھے تاہم سارے رکاوٹوں کے باوجود "نوجوانان مسلم" ایک اسلامی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ جس نے بہت جلد مقبولیت حاصل کی حتیٰ کہ ۱۹۷۰ میں اس تنظیم نے کابل یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات بھی جیت لئے جو روسی حکومت کیلئے سخت ناراضگی کا سبب بن گیا اور اس تنظیم کی راہ مسدود کرنے کیلئے ظاہر شاہ حکومت پر پر خاصا دباؤ ڈالا۔ بالآخر جولائی ۱۹۷۳ میں روس نے دوسرے کیمونسٹ افسروں کی مدد سے ظاہر شاہ کا تختہ الٹ دیا اور اپنے مخلص دوست سردار محمد داؤد کو اقتدار کے کرسی پر بٹھا دیا

سردار محمد داؤد نے فوجی انقلاب کے فوراً بعد ری پبلک حکومت کا اعلان کیا انہوں نے کہا کہ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کو اسلامی قوانین اور ضوابط کے تحت حقوق حاصل ہوں گے۔ لیکن بہت جلد اس کے مکروہ عزائم عیاں ہو گئے اور اس کے دور حکومت میں ببرک کارمل، نور محمد ترہ کی، ڈاکٹر اناھیتہ راتب زاد حفیظ اللہ امین اور بارق شفیع جیسے کیمونسٹوں کا شمار با اثر افراد میں ہونے لگا۔ یہ سردار داؤد ہی تھے جس نے اپریل ۱۹۷۷ میں ایک ایسے معاہدے پر دستخط کئے جس کے تحت روس افغانستان سے قدرتی گیس بہت کم قیمت پر حاصل کرنے لگا اور ساتھ ہی ایک اساسی قانون کا اعلان کر کے اپنے آپ کو مزید چھ سال کیلئے صدر منتخب کیا۔ بہرحال ظاہر شاہ کے ۴۰ سالہ دور حکومت میں کیمونسٹ جتنے مضبوط ہو گئے اتنے پہلے نہیں تھے۔ اور آج افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ان تمام حالات کا سہرا ظاہر شاہ کے سر ہے افغان عوام پر جو ظلم اس نے کیا اور جواب اس کے غلطیوں کے نتیجے میں ہو رہا ہے اس سے وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے اور نہ ہی افغان عوام اسے معاف کر سکتے ہیں۔



مکانات اور مکینوں کی حالتِ زار

جہادی سنگر سے

ریڈیو کابل

(۱۱ر اکتوبر البنیان نیوز سروس) سرکاری کمیونسٹ ریڈیو نے اطلاع دی ہے کہ چند انتہا پسند عناصر (افغان مجاہدین) نے کئی کلو گرام وزنی بم ایک کار میں رکھا تھا جسے کابل شہر کے گنجان آباد علاقے شہرنو میں تاریخی مسجد شیرپور کے قریب کھڑا کیا گیا تھا۔ ۹ر اکتوبر کو صبح سات بجے بم زور دار دھماکے سے پھٹ گیا جس سے ۲۷ افراد موقع پر ہلاک اور ۳۵ سخت زخمی ہوئے۔ اور ساتھ ہی ۲۹ دکانوں اور چار موٹر کاروں کو زبردست نقصان پہنچا۔

پشاور میں مجاہدین کے ذرائع نے تسلیم کیا ہے کہ یہ دھماکہ اس قحبہ خانے کو تباہ کرنے کیلئے کیا گیا ہے جو خاد اپنے ایجنٹوں کیلئے چلاتا ہے اور جہاں ہروقت کمیونسٹ افسروں کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہو گا کہ شہرنو آج کل ہر قسم کی غیر اخلاقی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی مجاہدین اس جگہ کو اپنی نشانہ بنا چکے ہیں۔

(۲۱ر ستمبر البنیان نیوز سروس) قازقستان کے دارالحکومت الماتا سے اعلیٰ سطح کا ایک روسی وفد افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار کے دورے پر آیا ہوا ہے۔ ریڈیو کابل کے ۱۸ر ستمبر کے ایک نشریئے کے مطابق یہ وفد قندھار کے اشتراکی حکام کے ساتھ ثقافت معیشت اور صحت کے میدان میں براہ راست تعاون کے ایک معاہدے پر دستخط کرے گا پولٹ بیورو کے سینئر رکن صالح محمد زیری اور قندھار کے صوبائی سربراہ عبدالقادر اشنا نے افغانستان کی طرف نمائندگی کی۔

یہ روسیوں کی نئی طویل المیعاد فن لشکر کشی کا ایک حصہ ہے۔ جس کے ذریعے وہ وسط ایشیاء کے ریاستوں کے دارالحکومتوں اور افغانستان کے بڑے بڑے شہروں کے درمیان روابط پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنوری ۱۹۸۷ء سے اب تک اس طرح براہ راست تعاون کے کئی معاہدے افغانستان کے شمالی صوبوں اور وسط ایشیاء کے مختلف روسی شہروں کے درمیان ہو چکے ہیں۔ اس نئی استعماری پالیسی صحیح مقصد چند سال بعد عیاں ہو جائے گا۔ ریڈیو نے مزید بتایا کہ مذکورہ روسی مجاہدین اور روسی کابل فوج کے درمیان تازہ جھڑپوں کے نتیجے میں بری طرح تباہ ہو گیا ہے۔

(۱۹ نومبر..... البنیان نیوز سروس) کابل ریڈیو کے ایک نشریئے کے مطابق افغان کمیونسٹ پارٹی کے ایک سینئر تائید کنندہ عبدالجبار مانی ۷ انومبر کو کابل میں مر گئے۔ ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔ عبدالجبار مانی جو اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے وزارت اوقاف و مذہبی امور میں کام کر رہے تھے۔ اور نام نہاد "قومی مصالحتی کمیشن" کے رکن بھی تھے۔

البنیان نیوز سروس کے ذرائع کے مطابق انہوں نے مجاہدین کی مخالفت میں ہزارہ قبیلے کے آدمیوں پر مشتمل ایک فورس بھی بنائی تھی تاکہ کابل رجیم کی مدد کی جا سکے۔

غزنی

اتحاد اسلامی کے کمانڈر مولوی اختر محمد نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۱۴ اکتوبر کو مجاہدین نے ۵ روسی سپاہی موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں۔ جو مجاہدین کے تاک میں بیٹھے تھے۔

(۲۴ اکتوبر البنیان - نیوز سروس) اتحاد اسلامی کے کمانڈر مولوی اختر محمد نے اپنے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۱۹ اکتوبر کو مجاہدین نے غزنی کے مختلف علاقوں میں کمیونسٹ فورس پر کئی راکٹ فائر کئے ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کے کئی ارکان موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں جب کہ رد عمل کے طور پر روسی جیٹ طیاروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر شدید بمباری کی۔

اس کے علاوہ مجاہدین نے غزنی ائیر پورٹ اور افغان آرمی کی چودھویں ڈویژن کو زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں کے ذریعے نشانہ بنایا ہے۔ رپورٹ کے مطابق میزائل لگنے سے چودھویں ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں زبردست آگ بھڑک

اٹھی تھی جو کم از کم تین گھنٹے جاری رہی۔

اسی طرح ۱۵ اکتوبر کو غزنی شہر میں سلطان محمد ہوٹل کے قریب خاد کی ایک بڑی حفاظتی چوکی پر مجاہدین نے چھاپہ مارا ہے۔ اور آر - پی - جی راکٹوں سے شدید نقصان پہنچایا ہے جس کے نتیجے میں خاد کے کئی ایجنٹ ہلاک ہوگئے ہیں۔ جب کہ ایک مجاہد جھڑپ کے دوران جل کر زخمی ہو گیا۔

ننگرھار

(۲۴ اکتوبر - البنیان نیوز سروس) صوبہ ننگرھار سے موصولہ ایک رپورٹ کے مطابق غنی خیل کے ہیڈ کوارٹر کی طرف مجاہدین کی مسلسل پیش قدمی جاری ہے جو ۷ اکتوبر کو شروع ہوئی تھی اور اب تک کمیونسٹ ملیشیا کی کئی حفاظتی چوکیاں خالی کرالی گئی ہیں۔

کمانڈر حفیظ الحق نے اپنے رپورٹ میں صرف کاہی کے علاقے میں مزید ۵ چوکیوں کی صفائی کی خبر دی ہے انہوں نے بتایا کہ مجاہدین کے بی - ایم ۱۲ اور بی - ایم - ۱ میزائل نے ضلع آہن کے ضلعی ہیڈ کوارٹر کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ اور پکتیا کے سرحدی علاقوں میں واقع کمیونسٹ ملیشیا کے کئی ٹھکانے ۱۸ اکتوبر کو مجاہدین کے مسلسل حملوں کا نشانہ بنے ہیں۔

بدخشان

بدخشان میں اہم فوجی چوکیوں پر مجاہدین کا قبضہ

(۳ نومبر - البنیان نیوز سروس)

جمعیت اسلامی افغانستان کے سربراہ پروفیسر برہان الدین کے مطابق مجاہدین کے متحدہ دستوں نے صوبہ بدخشان کے علاقوں کران اور منجان جنگی اہمیت کی حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے اسی پیش رفت سے پنج شیر کی مشہور وادی اور بدخشان کے بعض علاقوں میں مجاہدین کی آمدورفت آسان اور ان کے لئے فاصلے مختصر ہو گئے ہیں۔

پشاور میں البنیان نیوز سروس کو تفصیلات بتاتے ہوئے مجاہد رہنما نے کہا کمانڈر احمد شاہ نے انہیں پیغام بھیجا ہے کہ دو گھنٹوں کی شدید کاروائی میں مجاہدین ۳۰ کمیونسٹ فوجی ہلاک اور ۲۵۰ گرفتار کر لئے جب کہ ۱۴ مجاہد شہید اور متعدد زخمی ہوئے یہ چوکیاں چار سال قبل قائم کی گئیں تھیں تاکہ مجاہدین کا راستہ روکا جاسکے ان چوکیوں میں ہروقت ۸۰۰ فوجی موجود رہتے تھے جن کی وجہ سے مجاہدین کو کمک پہنچانے والے قافلوں کو سخت مشکلات کا سامنا تھا اور ان کا راستہ طویل ہو گیا تھا۔ اب مجاہدین کے قافلے تین دن میں پنج شیر اور پانچ دن میں بدخشان پہنچ سکتے ہیں جب کہ پہلے یہ راستہ ہفتوں میں طے ہوتا تھا۔

پکتیا

(۲۱ اکتوبر...... البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی افغانستان کے ایک فوجی ترجمان کے مطابق مجاہدین نے ۱۷ اکتوبر کو جاجی چھاؤنی میں میزائیل کے ذریعے ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ تاہم پائلٹ کے انجام کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

اسی اثناء میں اتحاد اسلامی کے ذرائع نے پشاور میں بتایا ہے کہ صوبہ پکتیا میں علاقہ ناری کے احمد خیل قبائل کے ۴۰۰ گھرانوں نے اپنے وفاداریاں تبدیل کر کے مجاہدین کے ساتھ مکمل تعاون کا عہد کیا ہے۔ اس سے پہلے انہی قبائل نے کابل رجیم کے حکام سے پکتیا میں کئی ملین افغانی اور بڑی مقدار میں اسلحہ حاصل کیا تھا اور ان میں سے اکثر افغان ملیشیا میں شامل ہو کر مجاہدین کے خلاف لڑنے لگے تھے۔



ایک مجاہد کا دردناک حال ملاحظہ کیجئے۔ روسی درندے اب تک لاکھوں افغان باشندوں کو معذور بنا چکے ہیں

(۱۷ اکتوبر...... البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی افغانستان کے فوجی ذرائع کے مطابق پکتیا کے سرحدی علاقوں میں افغان مجاہدین کے مشترکہ فورسز اور کابل رجیم کی باقاعدہ فوج کے درمیان شدید لڑائی جاری ہے۔

کیپٹن محمد موسیٰ خان نے جو ابھی ابھی میدان جنگ سے آیا ہے البنیان نیوز سروس کو بتایا کہ لڑائی علی خیل ناری، جمکنی اور خوست سب ڈویژن میں افغان آرمی کی مراکز کے ارد گرد ہو رہی ہے انہوں نے کہا کہ کہیں کہیں تو یہ لڑائی ۳۰ ستمبر کو شروع ہوئی تھی۔ جواب بھی وقفے وقفے سے جاری ہے۔ اور صرف ناری کے علاقے میں دو اسلحہ خانے اس وقت جلائے گئے جب افغان آرمی کی رجمنٹل ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے بی - ایم ۱۲ میزائل کے کئی فائر کئے۔ اور افغان آرمی کی نامعلوم تعداد یا تو ہلاک اور یا پھر زخمی کر دیئے گئے ہیں۔

کیپٹن موسیٰ خان نے مزید بتایا کہ پکتیا کے دارالحکومت گردیز سے موصولہ اطلاعات کے مطابق کابل کی کمیونسٹ انتظامیہ نے پکتیا کا صوبائی گورنر اور ڈپٹی گورنر مجاہدین کی طرف سے سخت حملوں کی وجہ سے برطرف کر دیئے ہیں۔ اور مقامی ملیشیا کے ایک کمانڈر کو گورنر کی حیثیت سے مقرر کیا ہے جس کا نام قندھارے ہے جب کہ ایک دوسرا کمانڈر سلیمان خان اس کا نائب مقرر کیا گیا ہے۔ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق کابل رجیم ناری سے باقاعدہ فوج نکال کر اس کی جگہ مقامی ملیشیا متعین کرنا چاہتی ہے۔ اس اچانک تبدیلی کی صحیح وجہ معلوم نہ ہو سکی ریڈیو کابل بھی مجاہدین کے خلاف مقامی ملیشیا اور پارٹی کو لڑانے کے لئے خصوصی پروگرام نشر کر رہی ہے۔ تاہم مقامی ملیشیا میں جنگ کرنے کا حوصلہ کمزور پڑ چکا ہے جب کہ ۱۶ اکتوبر کو تازہ دم فوج کابل اور گردیز سے جاجی کی طرف حرکت میں دیکھی گئی ہے۔ تاکہ وہاں پر موجود فوجی یونٹوں کو طاقتور بنایا جا سکے۔

جوزجان

(۱۶ اکتوبر...... البنیان نیوز سروس) صوبہ جوزجان سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین اور سرخ افواج کے درمیان ۱۳ اکتوبر کو صوبائی دارالحکومت کے قریب شدید جھڑپ ہو چکی ہے۔ جس میں کم از کم ۷۰ روسی ہلاک وزخمی ہو گئے ہیں جب کہ مجاہدین کی طرف سے ۲۵ افراد شہید اور ۴۱ زخمی ہو گئے ہیں۔

تفصیلات کے مطابق روسی افغان آرمی نے صوبائی دارالحکومت شبرغان کے گردونواح میں مجاہدین کے مضبوط ٹھکانوں پر ایک بڑا زمینی حملہ کیا تھا۔ تاہم مجاہدین نے اپنے جان پر کھیل کر میزائل کے بھاری وار کے نتیجے میں روسی حملہ پسپا کر دیا۔



روسی درندے ہمیں کس گناہ میں بھون ڈالتے ہیں؟

کنڑ

مجاہدین کے مراکز پر روسی طیاروں کی شدید بمباری - ۴ پاکستانی شہید

(۱۹ نومبر...... البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی افغانستان کے ایک مقامی کمانڈر کے مطابق ۱۴ روسی طیاروں نے ۱۷ نومبر کو صوبہ کنڑ میں پاک افغان سرحد کے قریب واقع مجاہدین کے مرکز "اسامہ بن زید" پر شدید بمباری کی ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک ہی خاندان کے ۴ پاکستانی قبائل شہید ہو گئے ہیں جن میں بچے بھی شامل تھے۔ اور ساتھ ہی ان لوگوں کا مکان بھی تباہ ہو گیا یہ بمباری مجاہدین کی اس منظم کاروائی کے ردعمل میں کی گئی جس میں انہوں نے کمیونسٹوں کے ٹھکانوں کو اسی ہفتہ راکٹوں اور زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں کے ذریعے نشانہ بنایا تھا۔

مجاہدین کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ایک ہفتے کی اس کاروائی میں افغان ملیشیا اور کمیونسٹ پارٹی کے کئی حامی ہلاک وزخمی ہوئے مجاہدین نے جو مقامات نشانہ بنائے ان میں اسد آباد، سرکانڑی، پشند، چوکی، نارنگ نارگال اور کنڑ کا صوبائی دارالحکومت شامل ہے۔ بہت سے کچے مکانات تباہ ہو گئے اور بعض جگہوں پر مجاہدین کے تباہ کن بی - ایم ۱ کے میزائلوں نے آگ بھی لگائی۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ بہت سے کمیونسٹ اپنے گھرانوں سمیت جلال آباد شہر منتقل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

کابل

(۲۰ر اکتوبر البنیان نیوز سروس) خورد کابل سے موصولہ ایک رپورٹ کے طابق مجاہدین نے اتحاد اسلامی کے کمانڈر مولوی خدائداد کے نگرانی میں دوران خیل، شانزئی اور ملک خیل دیہات میں موجود مقامی ملیشیاء کے ٹھکانوں پر مارٹروں، سب مشین گنوں اور (آر......پی......جی) راکٹوں کے ذریعے ایک طویل چھاپہ مارا ہے، جو ۵ گھنٹے جاری رہا۔ جب کہ ۱۶ اکتوبر کو ایک ہلکے آپریشن کے دوران کوئی ۱۰ حفاظتی چوکیاں مسمار کر دیئے گئے تھے۔ گولہ بارود سے بھرے ہوئے ایک ٹرک کو آگ لگایا گیا۔ حملے کے دوران ۴۵ سپاہی ہلاک اور ۶۵ زخمی ہو گئے۔ تھے جب کہ کئی مجاہد بھی سخت زخمی ہو گئے تھے۔ اور ایک مجاہد نے چوکیوں پاس اینٹی پرسنل مائنز کے پھٹنے سے جام شہادت نوش کیا۔ اس کے علاوہ مجاہدین اسلحے اور بارود کے ایک بڑے ذخیرے پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی کی تفصیلات اتحاد اسلامی کے نائب امیر انجینئر احمد شاہ نے آج ۔ پی میں البنیان نیوز سروس کو بتائے

(۱۰ر اکتوبر۔ البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی کے مجاہدین نے صوبہ کابل کے علاقہ گل درہ میں یکم اکتوبر کو تین حفاظتی چوکیوں پر شدید حملے کر دیئے ہیں۔ کمانڈر محمد اسماعیل نے اپنے ایک رپورٹ میں بتایا کہ کمیونسٹ ملیشیاء کی ایک بڑی تعداد مجاہدین کے ساتھ آملی جو بھاری اسلحہ اور ایمونیشن سے لیس تھی۔ جب کہ تینوں چوکیاں مکمل طور پر تباہ کر دیئے گئی۔

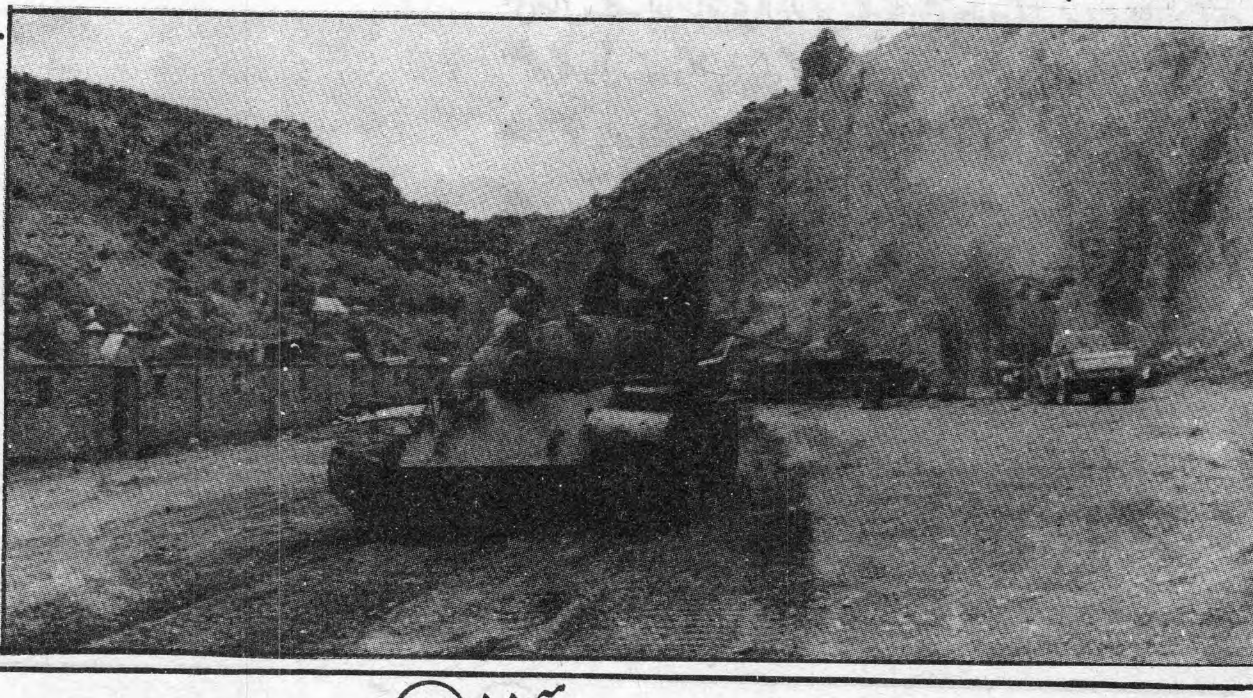
(۱۶ر اکتوبر البنیان نیوز سروس) افغانستان کے صوبہ ننگرھار سے موصولہ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق افغان مجاہدین اور مقامی کمیونسٹ ملیشیاء کے درمیان اب بھی لڑائی جاری ہے۔

گذشتہ رات اتحاد اسلامی کے مقامی کمانڈر حفیظ الحق نے خبر دی ہے کہ علاقہ یحییٰ خیل اور تووہ چینہ میں اکثر حفاظتی چوکیاں فتح کر لئے گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین کے بی ایم ۱۲ میزائل نے دشمن کی صفوں میں وسیع پیمانے پر انتشار پیدا کیا ہے۔ جب کہ کل ایک جھڑپ میں افغان ملیشیاء کے ۸ افراد ہلاک اور ۴ سخت زخمی ہو گئے۔ مزید تفصیلات جلد آنے کی توقع ہے۔

غزنی

(۱۰ اکتوبر...... البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے صوبہ غزنی کے علاقہ شتم میں اکتوبر کے پہلے ہفتے میں روسی آرمی کی ایک یونٹ پر بی - ایم ۱۲ میزائل کے ۲۴ راؤنڈ فائر کئے ہیں جس سے دو رہائشی ہلاک اور ایک گیراج تباہ ہو گئے ہیں یہ آپریشن رات گیارہ بجے سے صبح ۵ بجے تک جاری رہی۔ تاہم ابھی تک روسیوں کے صحیح نقصانات معلوم نہیں ہو سکے۔ اتحاد اسلامی کے کمانڈر محمد اللہ نے اپنے پیغام میں بتایا کہ اس آپریشن کے بعد فوراً ۸ روسی جیٹ طیاروں نے شتم کے ارد گرد مجاہدین کے مضبوط ٹھکانوں پر شدید بمباری کی۔ جس سے ۱۲ مکانات منہدم ہو گئے اور بے شمار درخت جل گئے۔

(۱۶ اکتوبر...... البنیان نیوز سروس) مجاہدین کے ایک رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے ۱۹ اکتوبر کو قندھار غزنی شاہ راہ پر سرخ فوج کے ایک کنوائے کو اپنے حملے کا نشانہ بنایا ہے جو قندھار کی طرف جا رہا تھا۔ ایک ٹینک عملہ سمیت زمینی سرنگ کے ذریعے ختم کر دیا گیا۔ جب کہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین کسی نقصان سے دوچار نہیں ہوئے۔



افغان مجاہدین روسی ٹینک پر قبضہ کرنے کے بعد روسی افواج کے خلاف استعمال کرتے ہیں،

سپیشل نیوز

(۱۵ اکتوبر - البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی افغانستان کے ایک پریس ریلیز کے مطابق ۱۳ اکتوبر کو صوبہ پکتیا کے ایک آزاد علاقے میں تقسیم اسناد کی ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں ۱۲۰ نوجوانوں کو افغان مجاہدین کی ملٹری اکیڈمی کی طرف سے کمیشن حاصل کرنے پر اسناد دیئے گئے۔ اس پروقار تقریب کی صدارت اتحاد اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر عبد رب الرسول سیاف نے کی۔ انہوں نے اول آنے والے کیڈٹس میں مڈل بھی تقسیم کئے اور ساتھ ہی ایک ایکسپسٹل بھی انعام کے طور پر دیا۔ جب کہ فارغ التحصیل نوجوانوں کو افغان مجاہدین کے فوجی یونٹوں میں سیکنڈ لیفٹننٹ کی حیثیت سے کمیشن دیدی گئی۔ پاسنگ آوٹ پریڈ کی تقریب میں کثیر تعداد میں مہمان شریک ہوئے جس میں مختلف محاذوں کے کئی سینئر کمانڈر بھی شامل تھے چونکہ مجاہدین کی یہ فوجی اکیڈمی صوبہ پکتیا کے جاجی سب ڈویژن میں واقع ہے جہاں اکثر لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے کیڈٹس معمول کے پریڈ کے ساتھ ساتھ اصل لڑائی میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

یہ اکیڈمی ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء کو قائم کی گئی تھی جو تین سکولوں یعنی آرٹلری انجینئرنگ اور انفنٹری پر مشتمل ہے۔ متعلقہ فیلڈ کے ساتھ ساتھ کیڈٹوں کو قرآن وسنت فقہ اور دوسرے اسلامی مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

اس اکیڈمی کا بنیادی مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تعلیم دے کر انہیں میدان جنگ کے لئے بہترین کمانڈر اور ذمہ دار افسر کی حیثیت سے تیار کرنا ہے۔ توقع ہے کہ یہ تعلیم یافتہ نوجوان افغانستان کے اندر جنگی حکمت عملی اور جدید فوجی سازوسامان کے لحاظ سے بہت مفید ہونگے۔

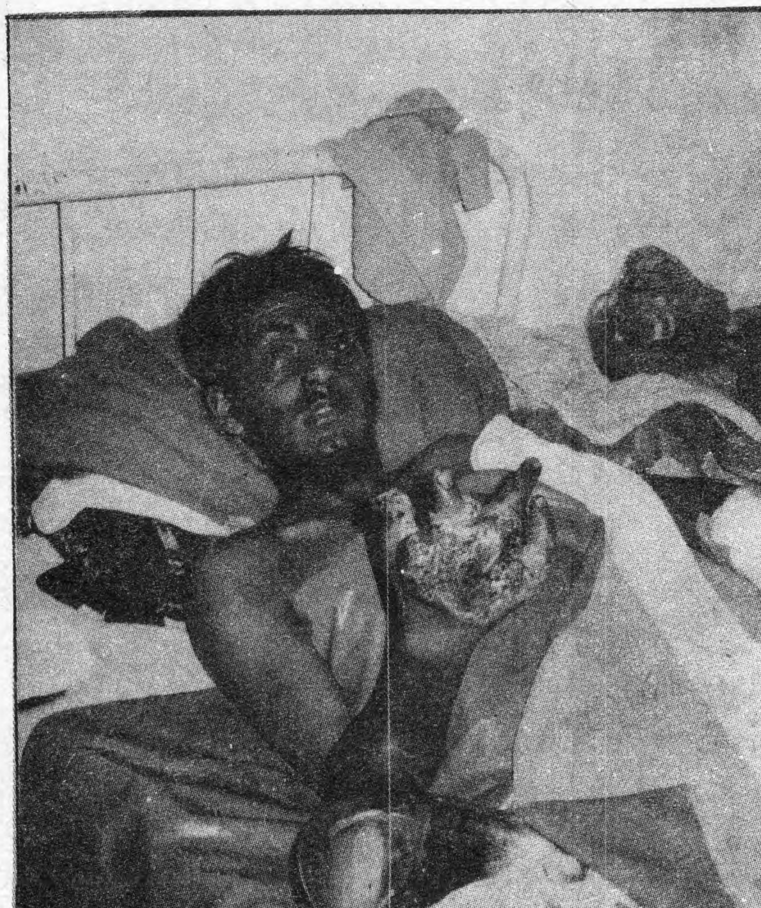
ننگرہار

(۱۵ ر اکتوبر البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی کے ذرائع کے مطابق پاک افغان سرحد سے چالیس میل دور صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل اور شینوار سب ڈویژن میں جو لڑائی مجاہدین کے مشترکہ فورس اور کابل رجیم فوج کے درمیان ۷ ر اکتوبر کو شروع ہوئی تھی وہ اب بھی جاری ہے۔ اتحاد اسلامی کے ایک مقامی کمانڈر حفیظ الحق نے اپنے پیغام میں کہا ہے مجاہدین نے افغان ملیشیاء کے ۱۲ سپاہی موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں اور کئی ایک کو زخمی کر دیا ہے۔ اسکے علاوہ ایک ٹینک کو ناکارہ بنایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک ٹرانسپورٹ گاڑی پر قبضہ کر کے ۱۹ گرنیڈ مال غنیمت کے طور پر حاصل کئے گئے۔

(۱۰ ر اکتوبر البنیان نیوز سروس) اتحاد اسلامی کے ذرائع کے مطابق مجاہدین کے مختلف تنظیموں کی ایک مشترکہ فورس نے ۷ اکتوبر کو صوبہ ننگرہار کے غنی خیل اور شینوار سب ڈویژن کے علاقہ توہ چینہ میں کئی حفاظتی چوکیوں پر راکٹ اور میزائل کے حملے کر دیئے ہیں۔

کمانڈر حفیظ الحق سے موصولہ رپورٹ کے مطابق اب تک مجاہدین سات حفاظتی چوکیاں زیر کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ جب کہ افغان ملیشیاء کو سخت نقصان پہنچایا گیا ہے اور ان کی اکثریت بھاگ چکی ہے۔ رپورٹ میں تفصیلات نہیں بتائے گئے ہیں۔ تاہم لڑائی اب بھی جاری ہے اور مزید تفصیلات جلد پہنچنے کی توقع ہے۔

اس آپریشن کا مقصد صوبہ ننگرہار میں مجاہدین کے گزر گاہوں سے مقامی کمیونسٹ ملیشیاء باہر نکال دینا ہے۔



تحریر: فضل الرحمٰن قریشی

کابل رژیم کی قومی مصالحت
دکھاوا — یا فریب نظر

جنوب مغربی ایشیا میں واقع، مخصوص جغرافیائی محل وقوع رکھنے والا...... افغانستان صدیوں سے تاریخی اہمیت کا حامل چلا آرہا ہے۔ ہر دور میں اسے انقلابات زمانہ سے واسطہ پڑا، آج بھی وہ ایک تاریخ ساز معرکہ سے دوچار ہے اور ہر آنے والا لمحہ حال اور ماضی کے مراحل سے گزرتا تاریخ کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ آنکھیں کھلی رکھنے والوں کیلئے اس معرکہ میں ایک نصیحت آموز سبق بھی ہے، نشان عبرت بھی...... اور خبرداری بھی۔

یہ ۲۷ اپریل ۷۸ء کی دردناک شام ہے۔ کابل ریڈیو سے فوجی دھنیں سنائی دے رہی ہیں۔ ۷ بجے اعلان کیا جاتا ہے۔

"افغانستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بادشاہت، ظلم، مطلق العنانیت اور ظالم نادر خان کے خاندان کی طاقت کا نام ونشان مٹا دیا گیا ہے اور ریاست کے سبھی اختیارات اب افغانستان کے عام لوگوں کو حاصل ہوگئے ہیں۔ ریاست کا مکمل اختیار فوج کی انقلابی کونسل کے ہاتھ میں آگیا ہے"

پیارے رفیقو! "آپ کی جمہوری ریاست، جو انقلابی کونسل کے ہاتھ میں ہے، آپ کو اطلاع دیتی ہے کہ انقلاب کا مخالف ہر وہ شخص جو انقلابی کونسل کے احکام اور فیصلوں کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت کرے گا، اس کو فوراً انقلابی مراکز کے سپرد کیا جائے گا"

آج اس "انقلاب" کو آئے ہوئے ساڑھے نو سال کا عرصہ ہوچکا ہے۔ اس دوران نور محمد ترہ کی، حفیظ اللہ امین اور ببرک کارمل آئے اور ظلم وبربریت کی لامتناہی داستانیں رقم کرتے ہوئے خود بھی اس انقلاب کی نذر ہوگئے۔ گذشتہ چند سالوں سے ایک نیا "انقلابی" برسراقتدار آیا اور جب ظلم کے تمام راستے ختم ہوئے تو روس کی ہدایت پر اپنا طریقہ کار تبدیل کرتے ہوئے "قومی مصالحت" کے نام سے ایک نیا داؤ آزمانے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر نجیب کی حکومت نے ۸۷ء کے آغاز میں اعلان کیا کہ ہم اس خون آشامی کو ختم کرنے کیلئے ۱۵ جنوری ۸۷ء سے ۱۵ جولائی ۸۷ء تک یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان کرتے ہیں۔ اس دوران تمام فوج اپنے فوجی مراکز میں واپس چلی جائے گی اور انتہائی حالات کے علاوہ کوئی فوجی کارروائی نہیں کرے گی۔ انہوں نے درج ذیل شرائط پیش کیں۔

- ...... مسلح اور خونی مزاحمت ختم کرنا۔
- ...... حکومت میں عوامی نمائندوں کو شریک کرنا۔
- ...... مجاہدین کیلئے عام معافی کا اعلان کرنا۔
- ...... اسلام کے تاریخی، قومی اور ثقافتی موقف کا احیاء کرنا۔
- ...... قومی حکومت قائم کرنا۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ پچھلے نو سالوں سے جو سلسلہ چلا آرہا ہے، اس کا حساب کیا جائے تو ہر چار منٹ میں ایک افغان شہید ہوتا رہا ہے، ہر بارہویں منٹ میں ایک افغان کو قید کیا جاتا ہے اور ہر چوّن منٹ میں ایک افغان ہجرت کرتا آرہا ہے اور اس طرح اب تک ایک اندازے کے مطابق ۱۱ لاکھ افغان بچے، بوڑھے اور عورتیں شہید اور ۴۵ لاکھ سے زاید مہاجرت اختیار کر گئے ہیں۔

اس انقلاب کی خون آشامیوں سے پاکستان بھی محفوظ نہیں رہ سکا ہے۔ پچھلے نو سالوں میں ۴۳۴۴ افغان، ۴۲۲ پاکستانی شہید اور ۴۴۶۱ افغان، ۳۷۸ پاکستانی اپاہج یا زخمی ہوئے ہیں۔ یہ تباہی دھماکوں اور فضائی حملوں کی صورت میں آئی۔ نیز اب تک ایک کروڑ ۵۴ لاکھ ۲۱ ہزار ۶۴۹ روپے کا سرکاری املاک اور پانچ کروڑ ۲۹ لاکھ ۴۵ ہزار ۸۷۷ روپے کا نجی املاک تباہ ہوا۔

صاف نظر آرہا ہے کہ میدان جنگ میں روسی نجیب فوجوں کی دردناک شکست کے بعد اب پراپیگنڈہ کے میدان میں وہ اتر پڑے ہیں اور بیرونی دنیا کو یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ ہم تو جنگ بند کرنے کو تیار ہیں لیکن پاکستان ایسا نہیں کرنا چاہتا!

کابل رژیم کا پراپیگنڈہ

نام نہاد قومی مصالحت کا وسیع پیمانے پر پراپیگنڈہ کیا گیا۔ قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا گیا۔ مجاہدین کو "لٹیرے" بجائے "ناراض بھائی" کے نام سے پکارا جانے لگا۔ ریڈیو، اخبارات اور پمفلٹ کے ذریعے مہاجرین کو واپس آنے کی اپیل کی گئی۔ مہاجرین کیمپ میران شاہ پر پمفلٹ گرائے گئے جس میں اپیل کے ساتھ دھمکی بھی

تھی کہ واپس نہ آنے والوں پر بمباری کی جائے گی۔

ان اعلانات کے چند دنوں بعد یہ ظاہر کیا جانے لگا جیسے مہاجرین کا ایک سیلاب افغانستان کی طرف جارہا ہے۔ کابل حکومت کے بیانات کو جمع کیا جائے تو ۵۱۰۰۰ مجاہدین کے اسلحہ ڈالنے اور ۶۰۰۰۰ مہاجرین کے واپس آنے کی نوید سنائی گئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اتنی بڑی تعداد کی منتقلی کے کوئی آثار پاکستان میں محسوس نہ ہوسکے۔

"قومی مصالحت کمیٹی" کے نام سے ایک جرگہ کی تشکیل کی گئی۔ پاکستان سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں کیمپوں میں جانے کی اجازت دی جائے۔ نیز اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں اجازت دی جائے تاکہ ہم طیاروں کے ذریعے مہاجرین کی وسیع پیمانے پر منتقلی کر سکیں۔

صوبہ بلخ میں قومی مصالحتی جرگہ کے صدر کو مجاہدین نے گولیوں سے اڑا دیا...... اور اس طرح جرگوں کا یہ معاملہ تھوڑا ٹھنڈا پڑ گیا۔

یہ بات تعجب خیز ہے کہ اس فائر بندی کے دوران صرف پاکستانی سرحدات کی ۱۵ جنوری سے ۱۵ فروری تک ۵۲۰ مرتبہ خلاف ورزی کی گئی اور ان فضائی حملوں میں صرف جنوری ۸۷ء سے اگست کے آخر تک ۲۲۰ سے زائد افراد مارے گئے اور ۵۱۰ سے زائد زخمی یا اپاہج ہوئے۔ دنیا نے "قومی مصالحت" کی ایسی خوفناک شکل کہیں نہ دیکھی ہوگی۔

روسی حکومت کا پراپیگنڈہ

قومی مصالحت کی پالیسی کا اعلان ہوا تو روسی حکومت نے فوراً اس کی تائید کی...... بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اس کی منظوری سے ہی اس پالیسی کا اعلان ہوا۔ ساتھ ہی شیوارڈ ناڈزے (روسی وزیر خارجہ) کا بیان آیا کہ روسی فوجوں کا انخلا افغانستان کی عدم مداخلت پر منحصر ہے۔ گورباچوف نے اضافہ کیا کہ ہم نے چھ رجمنٹ فوج بلالی ہے۔ مکمل اخراج تب ہی ہوگا جب غیر ملکی مداخلت بند کی جائے۔

وزیراعظم روس نے اعلان کیا کہ قومی مصالحت کا کوئی متبادل نہیں۔

جنیوا مذاکرات جیسے جیسے قریب آتی گئی' سفارتی سرگرمیاں تیز ہوتی گئیں۔ وزیر خارجہ صاحب زادہ یعقوب کو روس کا دورہ کرنے کی دعوت دی گئی۔ مذاکرات کے آخر میں مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا کہ مسئلہ افغانستان صرف سیاسی طور پر حل کیا جائے گا۔ پاکستان میں روس کے سفیر وزیروف کا بیان آیا کہ جنیوا مذاکرات کا یہ دور آخری ہوگا۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیرز ڈی کوئیار نے روس کا دورہ کیا اور گورباچوف سے ملاقات کی۔ گورباچوف نے بیان دیا کہ ہم افغانستان کو ایک غیر جانبدار' خود مختار اور روس کا دوست ملک دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسے ہمسایہ ملکوں کے خلاف کارروائیوں کا گڑھ نہیں دیکھنا چاہتے۔

تاس نے خبر دی کہ روسی حکومت مجاہدین سے بات چیت کرنے کو تیار ہے اور یہ تاثر دیا کہ افغانستان کی "قومی مصالحت" کی پالیسی سے حالات بتدریج بدل رہے ہیں۔ گورباچوف کا ایک اور بیان آیا کہ "قومی حکومت کے تصور کو آگے بڑھایا جارہا ہے تاکہ ایک ایسی حکومت قائم کی جاسکے جس میں وہ تمام عناصر شامل ہو جائیں جو افغانستان کی اندرونی سلامتی اور امن کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یا اس کیلئے کام کرنے کو تیار ہیں۔ اصولاً روسی افواج کا اخراج عدم مداخلت پر منحصر ہے"

"تاس" اخبار "پراوڈا" اور "ازوویستا" نے بھی یہ تاثر دیا کہ مہاجرین کی بڑی تعداد (۱۰۰۰۰) افغانستان واپس آگئی۔ ظاہر شاہ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ افغانستان واپس آسکتے ہیں لیکن حکمران کی حیثیت سے نہیں۔ روسی نائب وزیر خارجہ کا بیان آیا کہ اس دفعہ جنیوا مذاکرات میں روسی افواج کے ٹائم ٹیبل پر بات ہوگی۔

اتنے سارے پراپیگنڈہ کے باوجود عملاً روسی حکومت یا کابل انتظامیہ نے کوئی نئی بات جنیوا مذاکرات میں پیش نہیں کی۔

مجاہدین کا ردعمل

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ پچھلے نو سالوں سے جو سلسلہ چلا آرہا ہے اس کا حساب کیا جائے تو ہر چار منٹ میں ایک افغان شہید ہوتا رہا ہے' ہر بارہویں منٹ میں ایک افغان قید کیا جاتا ہے اور ہر چوّن منٹ میں ایک افغان ہجرت کرتا آرہا ہے' ۱۱ لاکھ افغان بچے بوڑھے اور عورتیں شہید ہو چکے ہیں'

افغان مجاہدین نے کٹھ پتلی حکومت کے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے پشاور میں چارسدہ روڈ پر ایک بہت بڑے جلسے کا انعقاد کیا' جس میں لاکھوں مہاجرین شریک ہوئے۔ اس جلسے سے مجاہدین کے تمام لیڈروں نے خطاب کرتے ہوئے اپنے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ہم افغانستان سے روس کا غیر مشروط اور فوری اخراج چاہتے ہیں۔ اس وقت سے لے کر اب تک مختلف حوالوں سے ان کا جو نقطہ نظر سامنے آیا وہ یہ ہے کہ

○ ...... نجیب ناقابل اعتبار ہے' اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔

○ ...... ۱۱۵۰۰۰ روسی افواج کی موجودگی میں جنگ بندی کا مطلب اسے تسلیم کرنا ہے

○ ...... افغان مسئلہ کا حل یہ ہے کہ روسی افواج فوراً اور غیر مشروط طور پر افغانستان سے نکل جائیں۔

○ ...... ہم روس کو پر امن راستہ دینے کو تیار ہیں تاکہ وہ واپس جاسکے۔

○ ...... روس مجاہدین سے براہ راست مذاکرات کا اہتمام کرے۔

○ ...... قومی مصالحت صرف دکھاوا ہے تاکہ روسیوں کے خلاف بیرونی دباؤ کم کیا جاسکے اور افغان قوم کی شیرازہ بندی ہوسکے۔

○ ...... یہ فیصلہ ماسکو نے کرنا ہے کہ وہ کب افغانستان سے نکلتی ہیں۔

○ ...... ہمارے ساتھ اچھی خاصی تعداد میں روسی علاقہ کے تاجک، یوکرینین اور ترکمن مل کر روس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

○ ...... روس کا یہ اعلان کہ وہ ایک غیر جانبدار افغانستان کا خواہاں ہے جب کہ افغانستان کی غیر جانبداری کو روس ہی نے ختم کیا ہے

○ ...... ظاہر شاہ افغانستان کے حکمران کی حیثیت سے نہیں آسکتا۔ گذشتہ نو برسوں میں کیا ظاہر شاہ نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا یا کسی شہید کیلئے دعائے خیر کی ہے؟ اب تک افغان قوم اس کے افعال کے زہر آلود پھل اور کانٹے دار جھاڑیاں کاٹ رہے ہیں۔ کیا وہ ایک دفعہ پھر مجاہدین کو طوق غلامی پہنانے آرہے ہیں؟ ہاں اسے اس کے جرائم کی سزا سنانے کیلئے لایا جاسکتا ہے۔

خلاصہ

یہ تمام تر اعداد و شمار پچھلے سات ماہ کے اخبارات و رسائل سے حاصل کیا گیا اور چند دلچسپی باتیں معلوم ہوئیں۔

○ ...... گورباچوف کے آنے کے بعد روسی اور مغربی پریس دونوں نے یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کی کہ نیا حکمران نئی سوچوں کے ساتھ روسی حکومت کا حکمران بنا ہے، اس لئے وہ بنیادی تبدیلیاں لائے گا۔ یہ بیان تو کافی عرصہ سیاسی دنیا میں گردش کرتا رہا جب گورباچوف نے مسئلہ افغانستان کو "رستا ہوا ناسور" کہا۔ دراصل یہ کیمونسٹوں کی سٹر ینجی ہے کہ اتنا زیادہ جھوٹ بولو کہ وہ سچ محسوس ہونے لگے۔ نیز "قومی مصالحت" کے حوالہ سے وہ بیرونی دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہم تو امن کے خواہاں ہیں لیکن یہ لوگ (مجاہدین) جنگ بند نہیں کرنا چاہتے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ ساڑھے نو سال پہلے کونسی طاقت نے تم پر حملہ کیا تھا جو نہتے افغانوں پر چڑھ دوڑے اور آج یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ ہم تو افغانستان کو غیر جانبدار بنا دینا چاہتے ہیں۔ یعنی یہ جانبدار تھا، اب ہماری کوشش ہے کہ غیر جانبدار بنے۔ سوال یہ ہے کہ ساڑھے نو سال میں ترقی پسندی کے نام پر جن افغان بچوں اور بوڑھوں کو بھینٹ چڑھایا گیا، جن ماؤں کے ارمان اجاڑے گئے، جن جوان عورتوں کے سہاگ خاک و خون میں تڑپائے گئے اور جن جوانیوں کی عصمتیں لٹائیں گیں ان کا جرم کیا تھا اور پھر یہ تعداد ایک سو نہیں گیارہ لاکھ شہداء کی ہے ان کا جرم اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ وہ اپنی سرزمین پر غیروں کی حکومت نہیں چاہتے۔

○ ...... کچھ لوگ ظاہر شاہ کی دوبارہ آمد کی بات کرتے ہیں۔ جس کے دور میں روسی کیمونزم کو آہستہ آہستہ قدم جمانے کی اجازت دی گئی۔ ان پورے نو سالوں میں اس شر یف شخص کی شکل مبارک کہیں نظر نہ آئی۔ لیکن جب مسئلہ کے حل کرنے کی طرف تھوڑی سی پیش رفت شروع ہوئی تو اس کے نام کے ڈنکے بجائے جانے لگے۔

○ ...... دراصل اگر روس افغانستان کو ایک خالص اسلامی ملک نہیں دیکھنا چاہتا تو امریکہ کی بھی یہ بھرپور کوشش ہے کہ یہاں کوئی ایسی تحریک برسر اقتدار نہ آسکے جو اسلامی نظریات کی حامل ہو۔ چونکہ اس وقت افغانستان کا بچہ بچہ اسلامی انقلاب کا امین ہے اس لئے مغرب اور روس دونوں کی نظر ظاہر شاہ ہی پر پڑی ہے۔ جو پچھلے پندرہ بیس سالوں سے روم میں پڑا افغانستان کے سرمائے پر ہوٹل چلا رہا ہے۔ مدتوں بعد اب روس کو بھی یہ احساس ہوگیا ہے کہ ظاہر شاہ کو مطعون کر کے اس نے غلطی کی ہے۔ یہ تو مستقبل میں ایک اہم مہرہ ثابت ہوسکتا ہے۔

○ ...... پراپیگنڈہ کے اس میدان میں روس اور اس کے پٹھوؤں نے جہاں اور بہت سارے کرتب دکھائے وہاں ہمارے چند سیاستدانوں کو دورہ کابل اور دورہ روس کی دعوت دی۔ جیسے ہی وہ وہاں سے واپس آئے۔ انہوں نے بیان بازی شروع کی۔ ہر ایک بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ وہ روس دوستی میں دوسروں کو مات دے دیں۔ اگر ترہ کی، حفیظ اللہ اور ببرک کارمل روس کے معیار پر پورے نہ اتر سکے باوجود یہ کہ انہوں نے اپنی قوم کے ذبح کرنے میں قصاب سے بھی بدتر کردار ادا کیا تو یہ لوگ کیسے پورے اتر سکتے ہیں؟ لے دے کے ان کی تان اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ پاکستان سپر طاقتوں کے درمیان سینڈوچ نہ بنے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ یہ افغان مجاہدین ہی ہیں جنہوں نے قربانی کی لازوال تاریخ مرتب کر کے پاکستان کو سینڈوچ ہونے سے بچایا ہے۔ ڈرائنگ رومز میں بیٹھ کر دانشوروں کی سی باتیں کرنا بہت آسان ہے۔ مشکل تو یہ ہے کہ یخ بستہ پہاڑوں میں راتیں گزار کر قوم کی تاریخ خون سے لکھی جائے۔ اور آخری بات مجاہدین سے ہی کرنی ہے...... علامہ اقبال کی زبان میں۔

اے مرے فقر غیور فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعت روسیہ یا پیرہن چاک چاک

رپورٹ: شاکر دتاق

ملٹری اکیڈمی میں تقسیم اسناد کے موقع پر اتحاد اسلامی کے سربراہ

پروفیسر عبدرب الرسول سیاف کا خطاب



حمد وثناء اور صلوٰۃ کے بعد محترم اور معزز مجاہد بھائیوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے سامنے اس پروقار محفل سے خطاب کا موقع دیا۔ یہ محفل جس میں امت مسلمہ کے چند فرزندوں کو یہ عزت حاصل ہو رہی ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کر کے ملٹری اکیڈمی سے سند لے رہے ہیں۔ اور عملی جہاد کے میدان میں قدم رکھ رہے ہیں۔ میں دوسرے باتیں عرض کرنے سے قبل اس اکیڈمی کے تمام کارکنان و منتظمین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجاہدین کی تربیت میں اپنی صلاحیتیں وقف کی ہیں۔ اور پوری توجہ اور خلوص سے کام لیا ہے۔ میں اللہ سے ان کے لئے اجر عظیم اور پورا پورا صلہ ملنے کی دعا کرتا ہوں۔

پیارے بھائیوں! جو بات اس وقت مجھے اہم معلوم ہوتی ہے اور میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ میں نے قرآن پاک سے سیکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان جب تک زندہ رہے۔ ایک سپاہی کی طرح چوکس رہے۔ کیونکہ دنیا میں مسلمان رہنا اس کے سوا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

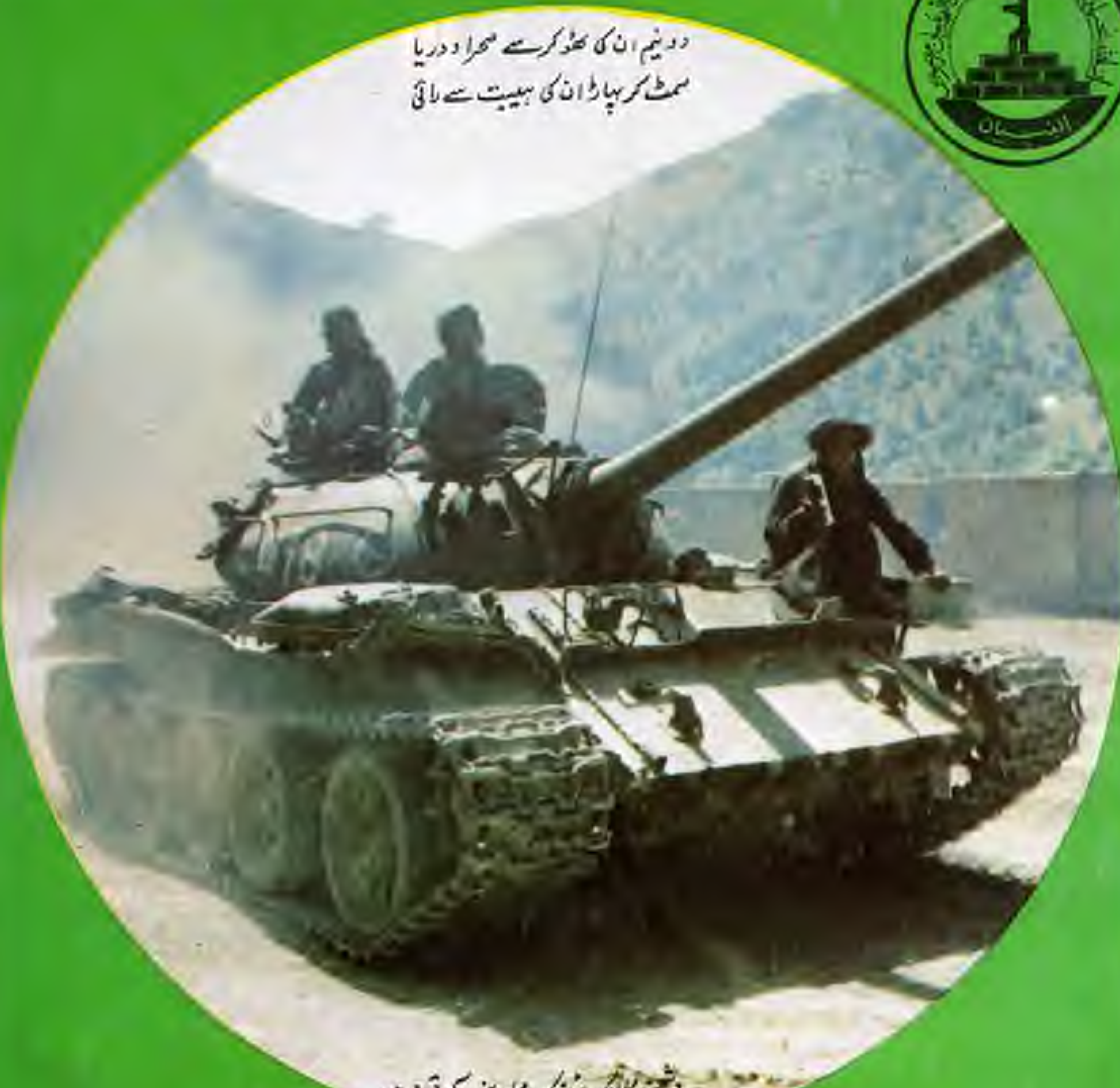
ترجمہ..... اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو" یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ ان لوگوں کی ارادے ہیں۔ اور ان کی نیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کی خبر دی ہے۔ کہ یہ لوگ ہمیشہ اسلام کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے۔ تاریخ کا مطالعہ کیجئے جب بھی کہیں مسلمان اٹھے ہیں۔ جب بھی انہوں نے اسلام قائم کرنا چاہا ہے۔ تو اس کے مقابلے میں اس زمانے کے طاغوت بھی میدان میں نکل آئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی زندگی اجیرن بنائی ہے۔ اور جنگ و قتال سے بھی گریز نہیں کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ لہٰذا میرے بھائیو! اگر ہم اسلام کے زیر سایہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو تو پھر یہی ایک صورت ممکن ہے یعنی ہمارے زندگی مسلسل جہاد میں گزرے گی اور ہمارے خلاف طاغوتی طاقتیں بر سرپیکار رہیں گے۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم



ماہنامہ البنیان

نومبر، دسمبر ۱۹۸۱ء



دشمن کا ایک ٹینک مجاہدین کے قبضہ میں

میں سے ہر ایک جنگی فنون سے واقف ہو اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار یہودیوں نے اپنی ضرورت کی خاطر ایسی وظیفہ کو اختیار کیا ہے۔ اور اپنی بقاء کی خاطر بچوں اور عورتوں کو بھی فوجی تربیت دے رہے ہیں۔

انہوں نے اگر باطل کی خاطر یہ فیصلہ کیا ہے تو پھر ہم کسی چیز کا انتظار کر رہے ہیں جب کہ ہم دعوت حق کے علمبردار ہیں دین حق کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف یہ وظیفہ نہیں دیا کہ ہم زندہ رہے اور صرف خود مسلمان بنے رہے بلکہ دنیا کو اسلام سے متعارف کرانا اور انسانیت کی نجات کی فکر کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وظیفہ دیا ہے۔ جس کا اعلیٰ مثال جہاد ہے۔

آج اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا انعام کیا ہے کہ ہمارے سامنے جہاد اسلامی کا دروازہ کھول دیا ہے اور اب مسلمان اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ جہاد کے سوا کسی اور راستے سے مسلمان سابقہ مقام پر نہیں آسکتے اور اسی راستے کے بغیر مسلمانوں کی وحدت بھی ممکن نہیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ انشاءاللہ یہ جہاد اس امت کے فرزندوں کے لیے اتحاد کا موجب بنے گا۔

ترجمہ..... تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے 'اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے

جب اتنے وظائف ہمیں پورے کرنے ہیں تو پھر ہمارے لئے لازم ہے کہ ایک سمجھدار اور دانشمند سپاہی کی طرح زندگی گزاریں اور ہر وقت چوکس رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے کندھوں پر ایک بھاری بار ڈالا ہے اور اسی بار کی وجہ سے اس امت کو بہترالامم کہا گیا ہے۔ اس امت کی امتیازی شان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ!...... تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں کی خدمت و ہدایت کے لئے برپا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

میرے بھائیو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے اس دنیا میں یہ کام کرنا ہوگا اور آخرت میں دوسرے امتوں پر شہادت دینا ہوگا جب کہ حضور آپ پر شاہد ہونگے۔ یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

فرزندان اسلام کی ذمہ داری اتنی بھاری ہے اتنی بڑی ہے کہ یہ پہاڑ بھی اس کی تاب نہیں لاسکتے۔ آپ حاملین قرآن ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ..... اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔

یہ امانت انسان کے حوالے کیا گیا ہے اور خصوصاً مسلمانوں نے اسے قبول کیا ہے اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کی کونے کونے میں اس کی دعوت پہنچائے۔ اور اس کی روشنی سے دنیا کو منور کریں۔

میرے بھائیو میں نے جو آیات پہلے آپ کو سنائی (کنتم خیرامتہ..........)

اس آیات کے اندر یہ معنی بھی پوشیدہ ہے کہ یہ امت قیادت کرے گی۔ دوسرے قوموں کی امامت اور راہنمائی کرے گی۔ لیکن آج یہ امت دوسروں کے پیچھے جارہی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آگے جانے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ آج دوسرے اقوام اس امت کی قیادت کر رہے ہیں۔ اور آج ان کا اختیار غیروں کے ہاتھ میں ہے اس لئے اب یہ امت مسلمہ کی فرزندوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو حرکت میں لائیں اور اپنی کھوئی ہوئی عزت اور مقام واپس حاصل کریں۔ غیروں کی پیروی کرنا شرم کی بات ہے۔

آج اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا انعام کیا ہے۔ کہ ہمارے سامنے جہاد اسلامی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور اب مسلمان اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ کیونکہ جہاد کے سوا کسی اور راستے سے مسلمان سابقہ مقام پر نہیں آسکتے اور اسی راستے کے بغیر مسلمانوں کی وحدت بھی ممکن نہیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ جہاد اس امت کی فرزندوں کیلئے اتحاد کا سبب بنے گا اور آئندہ نسل کیلئے سعادت کا سرچشمہ ثابت ہو گا۔

آج راہ جہاد کو اپنا کر ہم بہت مسرت محسوس کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہاں عالم اسلام کی ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے فرزندوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جہاد کو سارے عالم اسلام کیلئے چندر اور عزت کا باعث بنائے۔ جن لوگوں نے اس مقدس جہاد میں ایک دفعہ حصہ لیا ہے۔ جنہوں اس ماحول میں زندگی گزاری ہے۔ وہ اس ماحول سے نکلنا نہیں چاہتے۔ ان کیلئے میدان

جہاد سے باہر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ لہٰذا میرے بھائیو! آپ اپنی طرف متوجہ رہیں آپ اپنے آپ کو حقیر مت سمجھیں۔ آپ دنیا میں ایک طاقت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ وہ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور دنیا کے بڑے بڑے شیطانی قوتیں آپ کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے اور پھر جب آپ کی غیرت عقیدے اور ایمان کے ساتھ عسکری تربیت بھی شامل ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! آپ بہت خوش نصیب ہیں۔ آپ کی زندگی عبادت میں گزرتی ہے۔ ضرورت اخلاص کی ہے دل کی صفائی کی ہے۔ جیسا نماز فرض عین ہے۔ اس



طرح نماز کے تمام شرائط سمجھنا بھی فرض عین ہے۔ یعنی اگر آپ مسجد میں بیٹھے ہیں کسی سے نماز اور نماز کے ارکان کے بارے میں علم حاصل کر رہے ہیں۔ تو گویا آپ ایک فرض پورا کر رہے ہیں اسی طرح آپ جب وضو کر رہے ہیں تو اس وقت بھی آپ ایک فرض انجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام تیاری نماز کی خاطر ہے۔ جو فرض عین ہے۔ بالکل اسی طرح جہاد بھی (افغانستان کے لوگوں پر خصوصاً اور عالم اسلام پر عموماً) فرض عین ہے۔ اب اگر آپ جہاد کیلئے تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ بندوق چلانا سیکھتے ہیں۔ توپ چلانا سیکھتے ہیں۔ تو اس وقت بھی آپ ایک فرض پورا کر رہے ہیں کیونکہ یہ جہاد کی تیاری ہے اور جہاد فرض عین ہے۔ پس میرے بھائیو! آپ بہت خوش نصیب ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ آپ شب و روز عبادت کی حالت میں ہیں۔ اور یہ سب آخرت میں نیکی کا پلڑا بھاری بنائے گا

مجاہد بھائیوں! حقیقت میں آپ ہی اس اسلامی امت کے پاسبان ہیں۔ اس لئے آپ اپنی ذمہ داری ایمان، اخلاص اور مصمم ارادوں کے ساتھ پورا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو عزت دی ہے۔ اس کی حفاظت عملی میدان میں ہو سکتی ہے صرف باتوں سے ممکن نہیں۔ افغانستان کا مسئلہ میزوں پر حل کرنا ممکن ہے۔ اس کا حل صرف تلوار اور بندوق کے ذریعے ممکن ہے۔ اور یہ آپ یعنی امت مسلمہ کی فرزند ہی کریں گے۔

بھائیوں ہمارا (اتحاد اسلامی کا) موقف یہ ہے کہ یہ جہاد مخلص مسلمانوں کی لہو سے جاری ہے لہٰذا یہ ملک آزادی کے بعد مخلص مسلمانوں کا حق ہے افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ مجاہدین (افغان عوام) کا حق ہے۔ اور انشاء اللہ ہم افغانستان مجاہدین کے سوا کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ اور شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ اور جب تک افغانستان آزاد نہ ہو اس وقت تک جہاد جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

روس کے تاریخی عزائم اور امت مسلمہ کی وحدت

تحریر: پروفیسر محمد ابراہیم

پوری دنیا پر چھا جانے کی خاطر روسی حکمرانوں کے جارحانہ اور توسیع پسندانہ عزائم اس وقت سے اظہر من الشمس ہیں۔ جب روسیوں کی حکومت چند میلوں تک محدود ماسکوی ریاست پر مشتمل تھی۔ اور گذشتہ پانچ صدیوں کے دوران روسیوں کے یہ عزائم ان کے تاریخی عزائم بن گئے اور یہ عزائم زاری سامراج سے کیمونسٹ استعمار کی صورت میں تبدیلی سے بھی نہیں بدلے۔ ان عزائم کی تکمیل میں امت مسلمہ ہی سب سے بڑی اور اولین رکاوٹ رہی ہے۔ اس لئے روسیوں کو ضرورت پیش آئی کہ وہ امت مسلمہ کے خلاف سازشوں کا جال بچھادے اور امت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے، زیر کرنے کے لئے مکروفریب اور قوت ہر دو حربے وقتاً فوقتاً آزمائے۔ روس نے گذشتہ پانچ صدیوں کے دوران یہی چیز اپنے لئے راہنما اصول کے طور پر اپنا لیا۔ اس دوران امت مسلمہ کے خلاف روس کی پیش قدمی وقفے وقفے سے جاری رہی اور وقتی حالات کے لحاظ سے رفتار بھی کبھی سست رہا کبھی تیز اور کبھی اسے روکا بھی گیا۔ لیکن امت مسلمہ کی طرف سے اس کی مستقبل پیش بندی کے بارے میں کبھی بھی نہیں سوچا جا سکا۔

اپنے تاریخی عزائم کی تکمیل میں روسیوں نے زاروں کے دور میں تاتاری مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر کمزور کیا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے ان پر قبضہ جمایا۔ استراخان اور قازان کے تاتاری مسلمان ریاستوں کی آپس میں لڑائیاں اس سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جب یہ دونوں ریاستیں کمزور ہوئیں تو پہلے قازان اور بعد میں استراخان پر روسیوں نے قبضہ کیا۔ اس کے بعد روسیوں نے سائبیریا کا رخ کیا امیر بخارا کے سمجھانے پر بھی یہاں کے مسلمان متحد نہ ہوئے۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ سائبیریا مکمل طور پر روس کے کنٹرول میں چلا گیا۔ روسیوں کے قدم داغستان کی طرف بڑھے۔ امام داغستان نے ۳۰ سال تک روسیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ لیکن مسلمانوں کی بے اتفاقی اور روسیوں کے مکروفریب نے تحریک کو ختم کر ڈالا۔ کریمیا روسیوں کا اگلا ہدف تھا۔ اسے روس کا حصہ بنانے کے بعد روسیوں کی للچائی نظریں ترکستان پر پڑیں اور یہاں مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی۔

زاروں کی شہنشاہیت کے خاتمے پر کیمونسٹوں نے پرانی پالیسی جاری رکھی اور خیوا اور بخارا کو یکے بعد دیگرے روس میں طاقت کے بل پر شامل کیا گیا۔ اور ترک مسلمانوں کی طاقت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے انہیں قازق، ازبک، تاجک، ترکمان اور کرغیز کے نام پر تقسیم کیا گیا۔ سقوط بخارا کے بعد افغانستان روسی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن گیا اور ٹھیک ساٹھ سال بعد روسی فوجیں یہاں داخل ہوئیں۔ اور گذشتہ ۹ سالوں سے افغانستان پر قبضہ جمانے کے لئے روسی ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ گذشتہ پانچ سو سالہ تاریخ میں اگر روسی مکروفریب کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بناتے رہے۔ تو دوسری طرف مسلمانوں نے اپنی بے اتفاقی اور غفلت کی وجہ سے خود ہی روسیوں کے لئے نرم چارہ بنا دیا ہے اور روس کی کامیابی کے لئے ہمیشہ موخرالذکر سبب فیصلہ کن ثابت ہوتا رہا ہے۔

روس نے جب بھی کسی مسلمان ریاست پر حملہ کیا۔ پوری امت مسلمہ خواب غفلت میں مدہوش رہی ہے۔ دور کے مسلمان تو الگ بات ہے۔ قریبی مسلمان ریاستیں بھی روسی مظالم کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کی مدد سے مجتنب ہے۔ آغاز میں مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر روسیوں نے اپنا الو سیدھا کیا۔ اور ہوتے ہوتے حالات یہاں تک پہنچ گئے۔ کہ جس وقت کیمونسٹ روس دنیا میں مظلوم قوموں کے

نجات دھندہ کے طور پر ابھر رہا تھا۔ عین اسی وقت مظلوموں کا یہ نجات دھندہ ترکستان کے مسلمانوں کے خونخوار بھیڑیا ثابت ہو رہا تھا۔ ہندوستان میں جس وقت انگریز کے خلاف آزادی تحریک چل رہی تھی۔ اس وقت تحریک آزادی کے کئی راہنماؤں کی نظریں روس پر لگی ہوئی تھیں۔ ان راہنماؤں میں مسلمان بھی شامل تھے اور ہندو بھی اور ان میں سے کئی ایک نے روس کا دورہ کیا تھا اور روسی نظام کے حق میں کئی ایک نے بیانات بھی دئے تھے۔ یہی وقت تھا کہ ترکستان کے مختلف شہروں مثلاً بخارا' تاشقند اور سمرقند وغیرہ پر روسی فوجی قبضہ کر چکے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان شہید ہو چکے تھے۔ اور مجاہدین ترکستان روسیوں کے خلاف برسرپیکار تھے۔ اس وقت اگر امت مسلمہ ترکستان کے مجاہدین ترکستان روسیوں کے خلاف برسرپیکار تھے۔ اس وقت اگر امت مسلمہ ترکستان کے مجاہدین کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کرتے اور روس کو مسلمانوں کا دشمن اور جارح قرار دیتے تو عین ممکن تھا کہ روسیوں کے بڑھتے ہوئے قدم نہ صرف رک جاتے۔ بلکہ روسی پیچھے پلٹنے پر مجبور ہوتے۔ اور مقبوضہ روسی علاقوں کے مسلمانوں کو بھی آزادی کا سانس لینا نصیب ہوتا۔ مگر افسوس کہ امت مسلمہ خود ہی دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصے نے خود ہی روس کو "مظلوموں کا نجات دھندہ" قرار دیا۔ اس لئے ظالم روس نے جس مسلمانوں کو اپنے مظالم کا نشانہ تھا نہ صرف وہ ظلم کی چکی میں پس گئے بلکہ جو مسلمان روسی طاقت سے مرعوب ہو کر مظلوم کی مدد سے کنارہ کش رہے۔ آگے جا کر وہ خود روسی مظالم کا نشانہ بنے۔

ماضی میں روسی اپنے ظالمانہ تاریخی عزائم پورے کرنے اور مسلمانوں کو پے در پے شکستیں دینے' ان کے علاقے ہتھیانے اور ان کو غلام بنانے میں اسی لئے کامیاب رہے کہ امت مسلمہ انتشار کا شکار رہی۔ ماضی کے جنگوں میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان کمزور تر اور روسی مضبوط تر ہوتے رہے۔ جہاد افغانستان پہلا موقع ہے۔ جس میں روس کی پوزیشن دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اور مجاہدین کی قوت اور حوصلے میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس امر واقعہ کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ جہاد افغانستان کو پوری مسلم امت نے جہاد قرار دیا اس جہاد میں مسلم دنیا کے کئی حصوں سے مجاہدین نے آ کر حصہ لیا' تقریباً تمام مسلمان حکمرانوں نے کم از کم علامتی طور پر مجاہدین افغانستان کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنوب کی جانب روسی پیش قدمی اور مسلمان ممالک کے خلاف روسی یلغار کو روکنے اور روسیوں کو پیچھے پلٹنے پر مجبور کرنے کا واحد ذریعہ مسلمانوں کا اتحاد ہے۔ چونکہ ماضی میں یہ عنصر مفقود رہا۔ اس لئے مسلمان شکست بر شکست کھاتے رہے اور اب اللہ کے فضل سے مسلمان روس کے خلاف متحد ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہ دن دور نہیں جبکہ نہ صرف سرزمین افغانستان روس کے تسلط سے آزاد ہو گا بلکہ وسط ایشیا' داغستان و کوہ قفقاز اور سائبیریا اور کریمیا کے مسلمان بھی روس کی غلامی سے آزاد ہوں گے۔

اس موقع پر ان لوگوں کی باتوں اور دلائل کا ذکر ضروری ہے۔ جو غلط فہمی کی بنیاد پر یا مادی مفادات کے تحت امت کا ساتھ دینے بجائے روسیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو اس حلقے کی جانب سے کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ روس بہت بڑی طاقت ہے اور اسے کوئی بھی طاقت قوت کے بل پر افغانستان سے نہیں نکال سکتا۔ ان کی دوسری بات یہ سامنے آئی ہے کہ روس جہاں بھی گیا ہے وہ وہاں سے واپس نہیں ہوا۔ پہلی بات کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس سے قبل بھی کئی طاقتیں صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں اور اپنا کردار ادا کر کے فنا کے گھاٹ اتری ہیں۔ آج ان کا وجود ہی سرے سے موجود نہیں۔ بابل کی تہذیب' یونان کی طاقت' رومی سلطنت اور ایرانی اقتدار چند ایک مثالیں ہیں۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اصل طاقت کا مالک خداوند تعالیٰ کی طاقت ہے۔ دنیا کی طاقتیں اس کی طاقت کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ اس لئے روسی کی طاقت بھی کچھ نہیں۔ اگر مسلمان ایک امت بن کر اللہ کے دین پر عمل پیرا ہوں۔ تو روس ان کے آگے لمحہ بھر کے لئے نہیں ٹھہر سکتا۔ روس کے حامیوں کے دوسری بات کا اصولی جواب بھی یہی ہے جو ذکر ہوا۔ لیکن ایک تاریخی جواب بھی اس کا ہے۔ جو بات روس کے بارے میں کہی جا رہی ہے۔ کہ "وہ جہاں بھی گیا ہے وہاں سے واپس نہیں ہوا" ۔ یہ بات کسی زمانے میں برطانیہ کے بارے میں بھی کہی جاتی تھی۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا جاتا تھا کہ برطانیہ کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ لیکن افغانستان سے ٹکرانے کے بعد برطانیہ کی فوجیں ایسی پلٹنے پر مجبور ہوئیں کہ انہوں نے جزائر برطانیہ سے ادھر کہیں رکنے کا نام نہیں لیا اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ برطانیہ پر سورج طلوع نہیں ہوتا۔ روس بھی اگر ماضی میں کہیں جانے کے بعد واپس نہیں ہوا۔ تو انشاء اللہ افغانستان سے ٹکرانے کے بعد وہ ایسا پلٹا کھائے گا کہ ماسکو کی چھوٹی ریاست ہی میں محصور ہو گا۔

تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے

جغرافیائی لحاظ سے امت مسلمہ موجودہ دور میں زرخیز ترین خطہ زمین پر آباد ہے۔ ان کا علاقہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ اگر امت متحد ہو جائے۔ تو تائید ایزدی اور نصرت خداوندی کے بل پر مسلمان ہی دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوں گے۔ اور موجودہ دور کی شیطانی قوتوں کے تاریخی عزائم ملیامیٹ ہو کر رہیں گے۔

تحریر : عزیز جبران انصاری

ادیبوں' شاعروں کے نام

مانتے ہیں ہم کہ تم ہو امنِ عالم کے نقیب
ہم کو یہ تسلیم ہے سب 'تم ادیبوں' شاعروں نے آج تک
ہر عہد میں گیت امن و آشتی کے گائے
بے خوف وخطر..... تم نے ہر ظلم وتشدد کی اڑائیں دھجیاں
خون دل سے سرد نفرت کے کیے آتش فشاں
آج تک انسانیت پر جس جگہ جب بھی ہوا ظلم وستم
تم نے اس ظلم وستم پر دوستو!
ملک وملت نسل ورنگ وخون سے ہٹ کر سدا
جو بھی تھے مظلوم ان کے نالہ وفریاد پر
خود بھی روئے اور رلایا ساری دنیا کو یہاں
اور پھر دنیا کو تم نے دوستو!
ظالموں کے جارحیت کے خلاف
جو بھی تھے مظلوم ان کا ساتھ دینے کے لئے
خون دل سے گیت لکھے 'رزمیہ نغمے لکھے۔
آج لیکن کس لئے خاموش ہو' کچھ تو کہو۔
اے ادیبو! شاعرو! اے امن کے پرچار کو!
آج افغانستان پر
روس کے ظلم وتشدد کے خلاف
گنگ ہی کیوں یہ زبانی 'یہ قلم
یہ بھی تو انسان ہی سب کی طرح
سرخ ان کا بھی لہو تو ہے تمہاری ہی طرح

ان کی آہوں ان کی چیخوں پر عزیز
دل تمہارا کیوں نہیں تڑپا ابھی تک کچھ کہو
ظلم جو ہوتا ہے ان پر اس پہ بھی تو کچھ لکھو
روس کی اس جارحیت کے خلاف
آج کچھ لکھتے ہوئے کہتے ہیں
کانپتا ہے کیوں قلم اور کیوں لرزتی ہے زبان؟
تم تو کہتے ہو صداقت کے علمبردار ہیں
امن کے داعی محبت کے علمبردار ہیں
ہم میں مذہب اور ملت کا تعصب کچھ نہیں
ہم کو دنیا میں فقط انسانیت سے پیار ہے
یہ اگر سچ ہے تو بتلاؤ ذرا
مشرق وسطیٰ میں افغانستان میں یہ آج کل
کس کے خون سے آج کھیلی جا رہی ہیں ہولیاں؟
کون ظالم؟ کون غاصب؟ ہے کہو
کون برساتا ہے بولو آگ کے گولے یہاں؟
کس نے ماؤں اور بہنوں کی اتاری ہیں چادریں؟
کون قاتل ہے یہاں انسانیت کا کچھ کہو؟
کیوں قلم خاموش ہے اب بھی تمہارا کچھ کہو

تحریر: اسرار احمد سہاروی

افغانوں پہ کیا گزری؟

جنون عشق کے سرمست دیوانوں پہ کیا گزری
ہرات و غزنی و کابل کے دیوانوں پہ کیا گزری

سلاسل کو غلامی کی جنہوں نے کاٹ کر پھینکا
شراب حریت کے آج سرشاروں پہ کیا گزری

اذانوں سے جنہوں نے بھر دیا کوہ و صحرا کو
امام الانبیاءؐ کے رُخ کے پروانوں پہ کیا گزری

ہرات و کاشغر کو روند ڈالا کس کے قدموں نے
سمرقند و بخارا کے سمن زاروں پہ کیا گزری

جہاد عشق و مستی میں لیے پھرتے تھے جو جاں کو
کسی کو ہے خبر کچھ ان کے نذرانوں پہ کیا گزری

مجاہد تو ہوئے ہیں سرخرو میدان میں جا کر
مگر معصوم و عفت کیش مہ پاروں پہ کیا گزری

مئے غیرت ملی تھی ماں کے سینے سے انہیں ہمدم
ہماری غیرت دینی کے نگہبانوں پہ کیا گزری

ہوس کی آگ نے آباد گھر ویران کر ڈالے
شہیدانِ جفا جو کے جگر پاروں پہ کیا گزری

مخالف گھس گئے ہیں بے محاباں کی بستی میں
ہمارے دل کے پاروں آنکھ کے تاروں پہ کیا گزری

رپورٹ ولی اللہ سلیم

جہادِ افغانستان میں معذور افراد کی حالتِ زار

تقریباً ساری دنیا میں ایسے ادارے موجود ہیں جو لڑائیوں اور جنگوں سے متاثر افراد کی اعانت کرتے ہیں۔ مجاہدین کے لئے دھوپ اور سردی سے پناہ گاہیں مہیا کرتی ہیں۔ انکے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں۔ اور معذور افراد کے لئے رہائش، خوراک، علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں اور انکو ایسی تربیت دیتے ہیں جس سے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

لیکن افسوس ہے کہ جو ہزاروں افراد جہاد افغانستان میں معذور ہو چکے ہیں اور جو معذور ہونے کے ساتھ مہاجر بھی ہیں۔ انکے لئے چند اسلامی تنظیموں کے علاوہ کوئی اور عالمی ادارہ موجود نہیں جو ان کی حوصلہ افزائی کر سکے اور ان لوگوں کا سہارا بن سکے۔ جو اسلامی تنظیمیں یہ کام سرانجام دے رہی ہیں۔ انکے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں معذور افراد کی اچھی طرح دیکھ بھال کر سکیں۔

۱۲۰۰ کلو میٹر طویل پاک افغان سرحد کے قریب واقع کیمپوں کا اگر دورہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ابھی تک معذور افراد کو چلنے پھرنے کے لئے بیساکھیوں کی سہولت بھی میسر نہیں۔ لیکن یہ لوگ خندہ پیشانی اور صبر و تحمل سے ان مصیبتوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ وہ اپنی قربانیوں سے مایوس نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر برداشت کیا ہے۔ ان لوگوں کی نظر میں دنیاوی جاہ و جلال اور اغراض و مقاصد کی کوئی قدر نہیں ہے۔

جہاد افغانستان میں معذور ہونے والوں کی صحیح تعداد اب تک معلوم نہیں ہے۔ البتہ ایک اندازے کے مطابق یہ تعداد صرف پچھلے آٹھ برسوں کے دوران ۳۰۰۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اتنی تعداد میں قربانیوں کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اتحاد اسلامی افغانستان کے شعبہ مہاجرین کے انچارج جناب قاضی نور احمد صاحب نے ایک ملاقات میں بتایا کہ صرف ان کی تنظیم میں جو لوگ معذور ہو چکے ہیں۔ وہ ۱۰۳۴ کے لگ بھگ ہیں۔ جو انہوں نے تین گروپوں (درجوں) میں تقسیم کئے ہیں۔

۱..... جن لوگوں کی دونوں آنکھیں یا دونوں ہاتھ اور پاؤں جہاد میں ضائع ہو چکی ہوں۔ انکو تنظیم کی طرف سے ۵۰۰ روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔

۲..... جن افراد کی ایک آنکھ یا ایک ہاتھ یا پاؤں بے کار ہو چکی ہو۔ وہ دوسرے گروپ میں شامل ہیں۔ ان لوگوں کو ماہوار ۲۵۰ روپے دئے جاتے ہیں۔

۳..... جبکہ تیسرے گروپ میں وہ تمام افراد شامل ہیں جن کی جسم کا کوئی بھی حصہ جہاد میں ضائع ہو چکا ہو۔ ایسے افراد کو تنظیم کی طرف سے ماہوار ۱۵۰ روپے دئے



جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ تمام معذور افراد کے ساتھ سالانہ ۱۰۰۰ روپے کی اعانت کی جاتی ہے۔ یہ رقم وہ لوگ ہمیں اعانت کے طور پر دیتے ہیں جو جہاد افغانستان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ چونکہ معذور افراد کی اکثریت دور دراز واقع مختلف کیمپوں میں رہائش پذیر ہے۔ اس لئے یہ وظیفہ ان کا ہر دو مہینے بعد ملتا ہے۔ یا یہ وظیفہ متعلقہ معذور فرد کی رضامندی سے اس کے کسی رشتہ دار کو دیا جاتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں قاضی نور احمد صاحب نے بتایا کہ جب کوئی معذور فرد افغانستان سے زخمی حالت میں آتا ہے۔ تو سب سے پہلے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا اندراج درجہ بالا گروپوں میں سے کسی ایک گروپ میں کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک الگ ادارہ تشکیل دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا گذشتہ دو سال سے ہماری یہی کوشش ہے کہ ان افراد کو ہر قسم کی سہولت مہیا ہو اور ساتھ ہی ان کا مستقبل روشن ہو۔

بدر ہسپتال میں ایک ایسے مجاہد سے ہماری ملاقات ہوئی جس کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹ چکے تھے یہ مجاہد سید قاسم ہیں۔ لیکن ان کا حوصلہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ وہ اسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ جو وعدہ میں نے اللہ سے کیا تھا وہ پورا ہو گیا لیکن افسوس صرف اس بات کا ہے کہ اب میں دین کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے کے قابل نہیں رہا۔ آپ کے دونوں پاؤں کابل میں روسی افواج پر ایک حملے کے دوران انٹی پرسونل مین پھٹنے سے ضائع ہو چکے تھے اور ساتھ ہی بایاں ہاتھ بھی جل گیا تھا۔

اس کے بعد ہماری ملاقات محمد سالم سے ہوئی جس کا ایک ٹانگ انٹی پرسونل مین سے کٹ چکا تھا۔ محمد سالم جہاد افغانستان سے قبل افغان فوج میں افسر تھے لیکن جونہی حق وباطل کا یہ معرکہ شروع ہوا تو آپ نے بھی اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور مجاہدین کے ساتھ جدوجہد میں شریک ہو گئے۔

محمد زمان جو ایک پیر سے معذور ہیں ' انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ انکی بس ایک آرزو ہے کہ ایک مرتبہ پھر محاذ جنگ پر جاسکیں اور اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ دشمن اسلام سے لڑسکیں۔

محمد زمان گذشتہ رمضان المبارک میں جاجی سب ڈویژن میں انٹی پرسونل مین پھٹنے سے معذور ہو چکے تھے جس وقت روسی کابل فوج جاجی میں مجاہدین پر حملہ آور ہوئی تھی لیکن مجاہدین نے پروفیسر استاد سیاف کی قیادت روسیوں کو تاریخی شکست سے دو چار کیا تھا۔

پچھلے چھ برسوں میں ۲۵۰۰ افراد کے لئے سعودی ہلال احمر نے مصنوعی ہاتھ اور پاؤں فراہم کئے ہیں۔ جبکہ ایک عضوء کی قیمت ۱۶۰۰ روپے سے ۴۸۰۰ روپے تک پہنچ چکی ہے۔ جو معذوروں کو مفت فراہم کی جاتی ہیں۔



اسی طرح ۶۷۴ معذور افراد کی اعانت ہلال احمر ۳۱ ہسپتال میں کی گئی ہے اور ان کے نے مصنوعی اعضاء فراہم کئے گئے ہیں انجینئر شمس الحق اس ادارے میں مصنوعی اعضاء لگانے کے انچارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض اعضاء ہم خود بھی لکڑی سے بناتے ہیں۔

اب تک ۳۰۰۰ افراد کا علاج آئی سی آر سی نے بھی کیا ہے جو ۱۹۸۱ء سے مسلسل مجاہدین کی خدمت انجام دے رہی ہے جبکہ بدر ہسپتال میں گذشتہ دو سالوں کے دوران معذور ۳۰۰ افراد کے لئے مصنوعی اعضاء فراہم کئے گئے ہیں یہ ادارہ معذور افراد کی علاج کرنے کے بعد انکی مالی اعانت بھی کرتا ہے۔

جن لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ چکے ہیں ان میں ۸۰٪ ۱۸ سے ۳۰ سال عمر کے نوجوان شامل ہیں۔ جنکی اکثریت روسی فوجوں کے بچھائے ہوئے مائنوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ روس انسانیت کا دشمن ہے اور اس کی ظلم وبربریت سے معصوم بچے بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔ وہ خوب صورت کھلونوں کی شکل میں بارودی سرنگیں پھینکتا ہے جب معصوم بچے ان کھلونوں کو ہاتھ لگاتے ہیں تو اپنے ہاتھوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۳۰۰۰۰ کی کثیر تعداد میں نوجوانوں بچوں اور عورتوں کا معذور ہونا روسی ظلم اور تنگی بربریت کی واضح مثال ہے۔ ان لوگوں نے یہ قربانی اپنے دین 'عقیدہ اور اپنی آزادی کی خاطر برداشت کی ہے اور یہ تعداد تو ان لوگوں کی ہے جو رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور جن کی علاج ہو چکی ہے۔ خدا جانے اب تک کتنے لوگ وسائل اور اسباب کی کمی کی وجہ سے دم توڑ چکے ہوں گے اور کتنے افراد موت وزندگی کی کشمکش میں مبتلا کسی سہارے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ لہٰذا ہم آخر میں اپنے انصار بھائیوں سے یہ اپیل کریں گے کہ انکی تھوڑی بہت اعانت ان بے کسی افراد کی خوشیوں میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔

مسئلۂ افغانستان اور جنیوا مذاکرات

روسی مقاصد اور مجاہدین کی حکمتِ عملی

تحریر: سلطان صدیقی

مسئلہ افغانستان پر حکومت پاکستان اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے درمیان بالواسطہ جنیوا مذاکرات ان دنوں تعطل کا شکار ہیں یہ مذاکرات جو سرخ سامراج نے اپنی درپردہ کوششوں سے اقوام متحدہ کے ذریعے اس وقت شروع کئے تھے جب اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ میدان جنگ میں باعزم و با ایمان اور جذبہ حریت و آزادی سے سرشار افغان مجاہدین کے خلاف کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ مذاکرات سے روس کا مقصد کیا تھا؟ پاکستان حکومت کیوں ان کے لئے راضی ہوا؟ مسئلے کے اصل فریق کون ہیں؟ اس کے نتائج کیا نکلے؟ اس سلسلے میں مجاہدین کا موقف کیا ہے اور آیا یہ مذاکرات مسئلے کا حل بھی ہے؟ اس سلسلے میں پہلے پس منظر کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے۔

افغانستان میں ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو روس نواز کمیونسٹوں نے ایک خونی فوجی بغاوت کے ذریعے افغان حکمران سردار داؤد کا تختہ الٹ دیا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ سردار داؤد جو خود بھی روس کا حامی اور ساتھی تھا اور ان کے مشورے اور تحریک سے اپنے عم زاد سابق شاہ ظاہر شاہ کو اقتدار سے معزول کر کے حکمران بنا تھا، کے غیر اسلامی اعمال و افعال کے خلاف اسلامی ذہن رکھنے والے افراد نے جدوجہد شروع کر دی تھی اور عنقریب وہ اس کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قابض ہونے والے تھے کہ روسی کے جی بی اور افغان کمیونسٹوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پہل کر دی اور یوں ۲۷ء اپریل کا "کودتا" ہو گیا جسے "انقلاب ثور" کا نام دیا گیا۔

افغان مسلمان خصوصاً اسلامی تحریک سے وابستہ افراد جو پہلے سے غیر اسلامی حکومت کے خلاف برسرپیکار تھے کمیونسٹ حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کرنے لگے۔ کمیونسٹ حکومت نے اس مسلح جدوجہد کا خاتمہ کرنے کے لئے پورے ملک میں فوج، پولیس، ملیشیا اور جاسوسی ادارے کا استعمال شروع کر دیا اور لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے اور مسلح جدوجہد ترک کرنے کے لئے کئی جگھوں پر سینکڑوں افراد کو مجموعی طور پر قتل یا زندہ دفن کر دیا جن میں کنڑ کے کسرالہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا واقعہ آج بھی ہر افغان کے دل میں نقش ہے جہاں سینکڑوں عورتیں، بچے اور مرد ایک ساتھ بلڈوزروں کے ذریعے ایک گہرے کھڈ میں زندہ دفن کر دیئے گئے۔ لیکن ان واقعات سے ہمیشہ سے آزاد چلے آنے والے افغانوں کے جذبہ حریت کو اور بھی جلا نصیب ہوئی اور انہوں نے اپنی جہاد اور بھی تیز کر دی اس دوران سرکاری فوج کے مسلمان فوجی کمیونسٹ حکومت کا ساتھ چھوڑ کر جگہ جگہ جہادی تحریکوں کے ساتھ مجموعی طور پر آشامل ہوئے جس سے کابل انتظامیہ کی پوزیشن مزید کمزور ہوئی۔ اس کو روس کی ہدایات پر حکمران پارٹی کے بعض عناصر نے ایک اور "کودتا" کے ذریعے تبدیل کر دیا اور ترہ کی قتل کر دیئے گئے مگر ان کے جانشین حفیظ اللہ امین بھی مزاحمت ختم کرنے میں ناکام رہے اور یوں روس کو افغانستان میں کمیونزم کے استحکام اور اسلامی تحریک کے خاتمے کے لئے خود مداخلت کرنا پڑی۔

۲۷۔ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی فوجوں نے براہ راست مداخلت کر کے امین کو قتل کر دیا اور باہر سے ببرک کارمل کو لا بٹھائے۔ روس کا خیال تھا کہ وہ چند دنوں میں پورے افغانستان پر قبضہ کر لے گا۔ یہی خیال دیگر آزاد دنیا اور مغربی ممالک کا بھی تھا اور یہی وجہ تھی کہ ایک عرصے تک کوئی یہ یقین کرنے کے لئے تیار بھی نہیں تھا کہ افغانستان کے نہتے شہری "سپر طاقت روس" کے خلاف برسرپیکار رہیں لیکن حقیقت خود کو منوا

لیتی ہے مانی نہیں جاتی کے مصداق بہت جلد دنیا کو معلوم ہوا کہ جذبہ ایمانی سے سرشار نہتے شہری بھی ایک "سپر طاقت" سے ٹکرا سکتے ہیں۔

مادی طاقت کے نشے میں مست سرخ ریچھ اول تو یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھا کہ اس کے فوجیوں کا راستہ روکنے والی قوت بھی کہیں خطہ زمین پر پائی جاتی ہے۔ پہلے اس نے فوج کی تعداد میں اضافہ کیا پھر جدید سے جدید تر اسلحہ آزمانا شروع کیا۔ جگہ جگہ مختلف جہادی گروپوں اور مقامی کمانڈروں کو امن و صلح کی پیش کشیں کی مگر تمام بے سود رہیں۔ اور وہ میدان جنگ میں منظم تربیت یافتہ فوج اور جدید اسلحہ کے باوجود ناکام و نامراد رہا۔

روسی مداخلت اور مظالم سے افغان شہری ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں پڑوسی ممالک میں ہجرت کر گئے جس کا سب سے زیادہ بوجھ پاکستان پر پڑا اور اس نے اسلامی بھائی چارے اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر انہیں کھلے دل سے پناہ دے دی۔ میدان جنگ میں شکست کھانے کے بعد روس نے مذاکرات کی میز پر بازی جیتنے کی کوشش کی اور درپردہ چکر چلا کر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذریعے کٹھ پتلی انتظامیہ اور مسئلے کے متاثر ملک پاکستان کے درمیان بالواسطہ مذاکرات شروع کئے۔

ان مذاکرات سے ایک طرف اس نے دنیا کو یہ دکھانا تھا کہ مسئلے کے اصل فریق مجاہدین نہیں بلکہ پاکستان کی منظم فوج اور ان کی پشت پر امریکہ کی "سپر طاقت" ہے اس طرح وہ اس سبکی سے بچنا چاہتا تھا کہ اسے نہتے شہریوں سے شکست ہو رہی ہے۔ دوسری جانب وہ عالمی رائے عامہ کی توجہ اس جانب مبذول کرا کران کی تنقید سے بچنا چاہتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی یہ کوشش تھی کہ دنیا کو مذاکرات میں پھنسا کر افغانستان میں قدم جمانے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کیا جائے اور یہی وجہ تھی کہ ایک طرف بار بار جنیوا مذاکرات ہوتے رہے ادھر افغانستان میں اپنی فوج کی تعداد میں مسلسل اضافہ کرتا رہا اور جدید سے جدید اسلحہ وہاں لا کر استعمال کرتا رہا۔

پاکستان جو اس مسئلے سے متاثر ہوا ہے اور اس نے لاکھوں افغان مہاجرین کو پناہ دیا ہے۔ خلوص نیت سے اس مسئلے کا حل چاہتا ہے تاکہ افغان عوام کو ان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ملے۔ وہ خود مختار ہوں اور مہاجرین کی باعزت واپسی ممکن ہو اور اس لئے اس نے مذاکرات میں شرکت کی۔

تاہم افغان مہاجرین و مجاہدین کے بیدار مغز راہنما ان تمام حالات و واقعات' درپردہ سازشوں اور گٹھ جوڑ پر گہری نظر رکھتے تھے اور وہ بار بار 'تسلسل سے اس بات کا تکرار کرتے رہے اور اب بھی اس موقف پر قائم ہیں کہ افغان مسئلے کا حل میدان جنگ کے سوا ممکن نہیں اور مذاکرات سے یہ مسئلہ حل ہونے والا نہیں اور ان کا موقف تھا کہ ان مذاکرات میں مسئلہ کے اصل فریق شامل نہیں جو صرف اور صرف روسی جارح فوجی اور افغان مجاہدین ہیں اور جب تک روس اور افغان مجاہدین کے درمیان بات نہ ہو یہ مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے۔ لیکن بات کرنے کے لئے انہوں نے یہ درست موقف اختیار کر رکھا ہے کہ جب تک افغان سرزمین پر جارح فوجوں کا ایک بھی سپاہی موجود ہے 'گفتگو نہیں ہو سکتی کیونکہ مسئلہ جارحیت سے پیدا ہوا ہے۔ مجاہدین اپنے اس موقف پر مستحکم ہیں اور آج خدا کے فضل سے وہ کامیاب و کامران ہیں اور روسی دستے ہر جگہ محصور و مجبور اور شکست خوردگی کا شکار ہیں۔ اور وہ دن



ہاتھ پاؤں کٹ گئے تو کیا ہوا؟ ہماری رُوح آزادی تو رُوسی غارت گر ختم نہیں کر سکے۔

جہاد افغانستان کی حمایت میں
پاکستانی علماء کرام کا ایک اہم تاریخی اجتماع

جمعیت علماء اسلام پاکستان نے جہاد افغانستان کی مکمل حمایت کا اعادہ کرتے ہوئے افغان مجاہدین کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لئے ۱۹ دسمبر سے پورے ملک میں "ہفتہ جہاد افغانستان" منانے کا فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ ۹ نومبر کو جمعیت کی مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس میں کیا گیا جو شیخ التفسیر ہال شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس میں پاکستان کے چاروں صوبوں سے ایک ہزار کے قریب علماء کرام اور کارکن شریک ہوئے اور اس سے مولانا محمد اجمل خان، مولانا سمیع الحق، مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا اللہ داد کاکڑ، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا سیف الرحمٰن ارائیں اور دیگر زعماء نے خطاب کیا۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ مختلف حلقوں کی طرف سے جہاد افغانستان کے بارے میں پھیلائے جانے والے شکوک و شبہات کو مسترد کرتے ہوئے افغان مجاہدین کے اس موقف اور عزم کی مکمل حمایت کی گئی ہے کہ "افغانستان سے تمام روسی افواج کی واپسی اور مکمل شرعی نظام کے نفاذ تک ان کی جنگ جاری رہے گی" مرکزی جنرل کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ "ہفتہ جہاد افغانستان" کے موقع پر ملک کے مختلف شہروں میں جہاد کانفرنسیں منعقد کی جائیں گیں اور پورے ملک کے خطباء ۲۵ دسمبر کو جمعۃ المبارک کے خطبات میں جہاد افغانستان کی اہمیت پر روشنی ڈالیں گے۔

(ابو عمار زاہد الراشدی)

قریب دکھائی دے رہا ہے کہ افغان مجاہدین ایک آزاد اور خود مختار افغانستان بھی اپنی فتح کے جھنڈے گاڑدیں گے۔

افغانستان جہاں گذشتہ دس سالوں سے افغان عوام اپنی بقاء کے لئے جہاد جاری



ایک سرفروش مجاہد دشمن کی
گولہ باری سے شدید زخمی حالت میں

رکھے جائے ہیں۔ روسی فوج کا پلہ اس جنگ میں روز بروز کمزور پڑتا جارہا ہے۔ یہ جنگ جو افغان عوام اپنے دین و مذہب ' قوم و وطن ' عزت و وقار ' سالمیت واستحکام اور عزت و ناموس کی بقا کے لئے لڑ رہے ہیں اور ناقابل فراموش قربانیوں کی نئی تاریخ رقم کرتے ہوئے دنیا کی ایک عظیم سپر طاقت کے سامنے سینہ سپر ہوئے ہیں۔ وہ سپر طاقت جس کے خوف سے امریکہ جیسی قوت تھر تھر کانپ رہی ہے۔ فرانس جس سے خوف زدہ ہے برطانیہ جس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور چین جس کے ساتھ بگاڑنا نہیں چاہتا۔ جو چند گھنٹوں میں افغانستان پر حملہ کر کے ہڑپ کرنے کی نیت سے دریائے آمو کے اس پار آیا تھا۔ نہتے ' کمزور اور بے کس افغانوں نے اپنے سروں کی فصل کاٹ کر اور لاشوں کی دیوار کھڑی کر کے اپنے اس مقصد ' ھدف اور منزل سے دور روک دیا اور اب گذشتہ آٹھ سالوں سے اس کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ ہر جگہ روسی کٹھ پتلی فوجی دستے مجاہدین کے محاصرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ بارودی سرنگوں کا حصار ان دستوں نے خود اپنے ارد گرد بچھا دیا ہے تاکہ مجاہدین ان کی شہ رگ تک نہ پہنچ سکیں لیکن یہی دفاعی حکمت عملی آج خود اس کے اپنے گلے پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ فوجی کیمپ ' گریژن ' مستقر اور چھاؤنیاں جہاں وہ اپنی بچھائی ہوئی بارودی سرنگوں کے حصار کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے حصار میں پھنسے ہوئے ہیں آشیائے خوراک اور اسلحہ و گولہ بارود کی قلت کا شکار ہیں۔ ان محصور فوجیوں کو سال میں ایک دو بار بڑی بڑی فوجی کانوائے گولہ بارود و آشیائے خوراک پہنچایا کرتی تھی ' لیکن زمین دستوں کے خلاف مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کے بعد انہیں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے یہ چیزیں پہنچائی جاتی تھیں۔

اب روسی و افغان فضائیہ کے خلاف مجاہدین کی کامیاب کارروائی اور جدید اسلحہ کے موثر استعمال کے بعد فضائیہ کے ذریعے محصور دستوں کو کمک پہنچانے کا سلسلہ ملتوی ہو چکا ہے۔ جس سے ان مقامات پر گولہ بارود کی کمی کے ساتھ ساتھ آشیائے خوراک بھی ختم ہوتی جارہی ہیں ' اور آشیائے صرف کی قیمتوں میں انتہائی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔

روسی افغان فضائیہ کے خلاف مجاہدین کی کارروائیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک خبر رساں ادارے کے محتاط اندازے کے مطابق گذشتہ سال مجاہدین نے ۳۷ مختلف قسم کے بمبار طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور ہوا بازوں سمیت فضائیہ کے ۴۹۶ افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں۔

افغان مجاہدین جواب روسی افغان فضائیہ کے خلاف جدید اسلحہ کے استعمال میں مہارت حاصل کر چکے ہیں روسی افغان فضائیہ کے لئے سخت مشکلات کا باعث بن گئے ہیں چنانچہ اب دنیا کی عظیم سپر طاقت کے ہوا میں اڑنے والے لوہے کے "ناقابل تسخیر" قلعے دن کی روشنی میں مجاہدین پر بمباری کرنے کے لئے بڑی مشکل سے نکلتے ہیں اور زیادہ تر کارروائیاں رات کی تاریکی میں کرتے ہیں۔

افغان مجاہدین کے خوف سے روسی طیاروں کا راتوں کو پرواز کرنا اور اپنے فوجیوں کو کمک پہنچانے میں ناکامی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ روسی افغانستان میں بری طرح ناکامی سے دوچار ہیں اور وہ افغان مجاہدین کی تحریک مزاحمت کمزور کرنے کے اہل نہیں رہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آزاد دنیا اور اسلامی ممالک افغان مجاہدین کے ساتھ تعاون و امداد کرتے ہوئے انہیں مزید مضبوط و مستحکم کر دیں تاکہ عالم اسلام کی طرف بڑھنے والا سرخ سامراج کا سیلاب نہ صرف یہ کہ افغانستان میں روک دیا جائے بلکہ اسے دریائے آمو کے پار دھکیل کر ہمیشہ کے لئے آگے بڑھنے کے قابل نہ رہنے دیا جائے!!!

تحریر: محمد داد

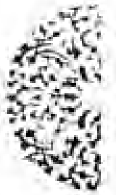
جہادِ افغانستان

اور عالم اسلام کی ذمہ داریاں

افغانستان میں افغان مجاہدین ایک عالمی طاقت کے خلاف عالم اسلام کے دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ عالمی طاقت جو سرخ سامراج کے نام سے پوری دنیا میں پہچانا جاتا ہے اور جس کی بنیاد میں مذہب سے دشمنی اور تسخیر دنیا کی کوششیں ہیں۔ مذاہب میں سب سے زیادہ خطرہ اسے اسلام ہی سے ہے۔ کیونکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو کمیونزم کی راہ میں دیوار کھڑی کر سکتا ہے۔ اور اس کا راستہ روک سکتا ہے۔ روس جس نے ترکستان تاجکستان اور بخارا کی اسلامی ریاستوں پر قبضہ کیا۔ اور اب افغانستان پر قبضہ مستحکم کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ جہاں نہتے مگر جذبہ ایمانی سے معمور مجاہدین نے نہ صرف ان کے اس استحکام پانے میں رکاوٹ ڈال دی ہے بلکہ اسے اپنے علاقے سے نکال باہر کرنے والے ہیں۔ لیکن خدانخواستہ اگر کہیں وہ مجاہدین پر قابو پانے میں کامیاب ہوا تو پھر وہ افغانستان میں نہیں رہے بلکہ آگے بڑھے گا اور ایران و پاکستان کو سوویت روس میں شامل کرنے کی کوشش کرے گا اور پھر خلیج کی اسلامی ریاستوں کی جانب بڑھے گا۔ چنانچہ ایسے میں عالم اسلام کی ذمہ داریاں افغانستان کی سرزمین جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے ہمیشہ تاریخی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اکثر بڑی طاقتوں نے ہمیشہ اس ملک کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا ہے۔ اور ایشیا کے اس خطے پر اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے افغانستان کو اپنی منزل کی جانب پہلے زینے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان ممالک میں روس قابل ذکر ہے۔ اس وقت جبکہ روسیوں نے افغانستان پر حملہ کیا ہے قسما قسم افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔ بعض اسلام دشمن کہتے ہیں کہ یہ روس اور امریکا کی جنگ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ افغانستان کا اندرونی معاملہ ہے۔ اس میں مداخلت کرنا ہمارے لئے نازیب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس جیسے "سپر پاور" نے ایک غریب مظلوم مگر باایمان ہمسایہ ملک پر یلغار کیا ہے۔ البتہ اب اس ظالم کو صرف ظالم کہنے کی بھی ان افراد کو جرأت نہیں۔ اور اس مظلوم قوم کی مدد کی بجائے ان کے زخموں پر نمک ڈالتے ہوئے تمام دنیا کی توجہ دوسری طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ جبکہ کسی بھی خود مختار اسلامی ملک پر کسی بھی دوسرے جابر اور ظالم ملک کی یلغار نہ صرف قابل اعتراض ہے بلکہ قابل مذمت ہے۔ یہ روسی سامراجیت کا ایک کھلا ثبوت ہے جس کے بعد اس کی مزید اسلام دشمنی کے متعلق کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ روس کا یہ حملہ صرف افغانستان پر نہیں بلکہ یہ اس کے جارحانہ عزائم کا ایک ایسا نقش اول ہے کہ اگر فوری طور پر اس کی مناسب روک تھام کا بندوبست نہ کیا گیا تو یہ کارروائی یقیناً اور بھی وسعت اختیار کر جائے گی اور اس کی لپیٹ میں صرف ملحقہ اسلامی ممالک ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام بھی آسکتا ہے۔ افغان مجاہدین نے جرات و بہادری سے محض اپنے ایمان و عقیدہ کی بنیاد پر بہادری کی داستانیں رقم کی ہیں اور مسلح مزاحمت کرتے ہوئے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ دنیا دنگ رہ گئی اور ہر ایک انگشت بدنداں ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ غیر تربیت یافتہ فوج دنیا کی "سپر طاقت" کے خلاف اتنی مزاحمت کر سکتی ہے اور نہ صرف مزاحمت کر سکتی ہے بلکہ اسے گھٹنے ٹیکنے پر

مجبور کر سکتی ہے۔ افغانستان کا جہاد جاہ و مال کے لئے نہیں۔ افغانستان کا جہاد اس لئے نہیں کہ یہ بے سرو سامان افغان مجاہدین اپنی دینی ' عقائد ' تہذیب تمدن کے دفاع کی خاطر فطری تقاضے پر عمل کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ جہاد افغانستان سے کیمونسٹوں کی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گا۔ اور مسلمانوں کے لئے اعلاء کلمتہ اللہ کی راہیں کھول جائیں گے۔ اگر جہاد افغانستان پیش نہ آتا اور کیمونسٹوں کی طاقت شکست و ریخت نہ ہوتی تو افغانستان ظلم سے دوچار رہتا آزادی ضمیر فنا ہو جاتی جذبات مٹ کر رہ جاتے اور یہ سب ظلم و جبر کے بل پر اپنے لئے آپ جگہ پیدا کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ایسے کسی حملے کو برداشت کرنے کی تعلیم نہیں دی جو دین اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں پر اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام مسلط کرنے کے لئے کیا جائے۔ بلکہ اللہ جل جلالہ نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی تمہارے اسلامی اور انسانی حقوق چھیننے کی کوشش کرے تم پر ظلم و ستم ڈھائے تمہارے جائز ملکیوں سے تم کو بے دخل کرے۔ تم سے ایمان و ضمیر کی آزادی سلب کرے اور یہ سب کچھ اس لئے کریں کہ آپ اسلام کے پیروی کرتے ہیں تو اس کے مقابلے میں ہرگز کمزوری نہ دکھاؤ۔ اور اپنی پوری صلاحیت اور طاقت اس کے اس ظلم کو رفع کرنے میں صرف کر دو۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو لوگ تم سے لڑتے ہیں 'ان سے خدا کی راہ میں جنگ کرو۔ مگر لڑنے میں حد سے تجاوز نہ کرو (یعنی ظلم پر نہ اتراؤ) ۔ کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان ظالموں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے انہیں نکال باہر کرو۔ کیونکہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ بری چیز ہے) سورۃ بقرہ نمبر ۱۹ جب کوئی طاغوتی طاقت اسلام کو مٹانے اور اسلامی نظام کو فنا کرنے کے لئے حملہ آور ہو۔ تو تمام مسلمانوں پر فرض عین ہو جاتا ہے کہ سب کام چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور جب تک اسلام اور اسلامی نظام کو اس خطرہ سے محفوظ نہ کر لیں اس وقت تک چین نہ لیں۔ اسی طرح فقہ کی تمام کتابوں میں یہ حکم موجود ہے کہ جب دشمن کوئی اسلامی ملک پر یلغار کرے تو ہر مسلمان پر فرداً فرداً جہاد فرض ہے جیسے نماز و روزہ فقہ کی مشہور کتاب بدائع و صنائع میں لکھا ہے۔ ترجمہ......

جب اعلان عام ہو جائے کہ دشمن نے ایک اسلامی ملک پر حملہ کیا ہے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اور ہر مسلمان پر جو جہاد کی طاقت رکھتا ہو فرداً فرداً اس کی فرضیت عائد ہو جاتی ہے۔ جہاد عام ہونے کے بعد تو ادائے فرض کا حق بغیر اس کے پورا ہوتا ہے یعنی کہ سب کے سب جہاد کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت وہ سب مسلمانوں پر اس طرح فرض عین ہو جاتا ہے جیسے روزہ اور نماز..............



ایک مجاہد حملہ آور روسی طیارہ کو نشانہ بنانے کے لیے تیار بیٹھا ہے۔

بشکریہ جہاد ریفرنس

ظاہر شاہ اور اس کے چاہنے والے کون تھے؟

انگریز کے تربیت یافتہ وفادار غلاموں افغان غداروں کا ایک خاندان تھا جو یحییٰ خان سے شروع اور داؤد خان پر ختم ہوا۔ ان کی تاریخ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ انہوں نے افغانستان میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی۔ امیر عبدالرحمٰن خان نے اپنے جانشین امیر حبیب اللہ خان اور اس کے بیٹوں کو یحییٰ خان نے افراد خانہ سے محتاط رہنے پر زور دیا تھا کیونکہ غلام آخر غلام ہی ہوتا ہے اور جب بھی وار لگے دریغ نہیں کرتا بہرحال شاہ ولی خان، شاہ محمود ہاشم خان حبیب اللہ خان اور وغیرہ نے امان اللہ خان کو رام کر کے مختلف عہدوں پر متعین ہوگئے۔ حالات بدلتے گئے اور آخر کار اقتدار غلامان دربار نے سنبھال لیا۔ سب سے پہلا کام جو کیا وہ بچہ سقہ کے خلاف قرآن حکیم سے سرکشی تھی وہ اس طرح کہ قرآن کے حاشیہ میں لکھا کہ "ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تم ایک بار خود کو حکام کے حوالے کر دو" اس طرح بچہ سقہ نے قرآن پر نادر شاہ کی تحریر دستخط اور مہر کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سمیت قانون کے حوالے ہوگیا لیکن اس نامسلمان نے سب کچھ نادیدہ قرار دیتے ہوئے بچہ سقہ کو پھانسی پر لٹکا دیا یہ ان کا پہلا قدم قرآن سے سرکشی تھا جس کا انجام بھری مجلس میں اسے چند ہی سال بعد اللہ تعالیٰ نے دے دیا اب اس کے بھائیوں نے بیٹے کو سمبل کے طور پر تخت پر بیٹھا دیا اور بھاگ ڈور خود چلانے لگے شاہ محمود اور ہاشم خان کا دور کسی سے پوشیدہ نہیں وہ ظلم آج جو روس کر رہا ہے اس دوران قاتل بھائیوں نے روا رکھے تھے اور ان کے دور میں ایک مشہور مثال تھی کہ افغان قوم کو اگر پیٹ بھر کر روٹی دی گئی تو وہ سر اٹھائے گے اور اگر بھوکے اور مشکلات میں رکھے جائیں گے تو وہ محو زندگی رہیں گے اس طرح ہمارا کام چلتا رہے گا۔ جب ۱۹۴۷ء میں ایشیاء کے خطے میں ایک نئی اسلامی حکومت وجود میں آیا تو ظاہر شاہ اور اس کے چچانے اقوام متحدہ میں شدید مخالفت کی ڈیورنڈ لائن کو تسلیم نہ کیا اور یہ واحد اسلامی اور ہمسایہ ملک تھا جس نے مخالفت کی۔ بہر حال ہندوستان کے حکمرانوں نے روس اور انگریز کے مشوروں پر دربار کابل کے جانشینوں کیلئے پاکستان دشمنی مہم چلانے کیلئے اور غلاموں کی خدمات پیش کیں قیام پاکستان کے سخت مخالف اور ہندو کانگریس کا وفادار کہا — کابل میں غداروں کی محفل ہوئی وہاں ایک خاص دن کو اس کام کی یاد کیلئے مقرر کر دیا علیحدہ ایک وزارت کی تشکیل اس ہمسایہ دشمن مہم کیلئے قائم کر دی گئی ریڈیو پر ایک گھنٹے کیلئے پروگرام بھی شروع کر دیا گیا غرض لاکھوں روپے سالانہ نہتے افغانیوں کا خون چوس کر عیش و نوش کرتے لیکن اس مسئلہ پر ہمارے ظاہر شاہ کو تو کچھ بھی نہیں ملتا تھا

وہ صرف کرسی اقتدار پر چمٹے رہنے کی خاطر یہ سب کام انجام دے رہتے تھے۔ ایران کے ساتھ بھی دریائے ھلمند کے پانی پر اختلافات کو پروان چڑھایا اور سب سے اہم مسئلہ یہ بھی تھا کہ اس علاقے کے تینوں ملک پاکستان، افغانستان اور ایران کا آپس میں اتفاق بھی نہ رہے اور گٹھ جوڑ بھی نہ کر سکیں تاکہ روسی اور بھارتی پالیسیوں پر پانی نہ پھر جائے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کہی جائے۔ وہ یہ کہ روس کی کمیونسٹ حکومت انگریزی پالیسیوں پر عمل کر رہی ہے انگریز نے تو میدان چھوڑ دیا ہے لیکن روس اسی پالیسیوں پر نئے تجربوں سے تیسری دنیا کے ممالک پر قبضہ جمانے اور انہیں استحصال کرنے کی چالیس چل رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بیج تو انگریز نے پشتونستان اور عظیم بلوچستان کے بوئے لیکن انہیں روس اپنے انداز میں اور اپنے مفاد میں لا کر غداروں کے ذریعے ہی حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ایران افغانستان اور پاکستان کے عوام کو ایمان کے عظیم زیور سے سجائے رکھے اور وہ ہر قسم کے غیر نظریات اور کردار کو ناکام بنا کر اپنے علاقے کو اپنی سرزمینوں کی مدد میں رہ کر ترقی وتعالیٰ کا کام انجام دیں آج جو لوگ پیسہ کی خاطر کسی قسم کے غیر انسانی کام سے بھی دریغ نہیں کرتے اسلحہ، منشیات اور دھماکوں میں ملوث افراد کا تعلق روس نواز اور بھارتی نواز عناصر سے ہے جو کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ایجنٹوں کے تعاون سے سب کچھ

کر رہے ہیں اب اس مسئلہ پر عوام کو بیدار ہونا چاہئے کہ جو لوگ تخریبی عمل انجام دے کر اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح عوام اور ملک کے ہمدرد بن سکتے ہیں۔ اسی طرح ظاہر شاہ بھی روس کا ایجنٹ بن کر دوبارہ اقتدار پر بیٹھنا چاہتا ہے تاکہ مزید تباہ برباد افغانوں کا خون نوچا جا سکے۔

ظاہر شاہ ہی وہ شخص ہے جس نے ساڑھے نو سال کی جدوجہد میں ایک بار بھی تکلیف گوارا نہیں کی کہ بحیثیت ایک افغان کے کم از کم پاکستان یا ایران میں بسے اجڑے ہوئے افغان مہاجرین کی حالت زار تو دیکھ لیکن ان تمام باتوں سے ہٹ کر جناب نے شراب کا ایک گلاس چڑھا کر اخباری نمائندہ کو بلوا کر اپنے داماد اور چچازاد بھائی سردار ولی کے ساتھ بیٹھ کر افغانیوں کا ہمدرد بن کر ایک دو بیان دے دینا کافی نہیں یا پھر کریملین اور واشنگٹن سے گٹھ جوڑ کر کے افغان عوام کی تقدیر کا حاکم بننا چاہتا ہے تو یہ ناممکن سی بات ہوگی کیونکہ یہ ایک ایسا بیج بویا گیا ہے اور اس کے پیداوار سے ملت افغان بخوبی آگاہ ہے اور جو کچھ آج تک ہوا یہ اس دور کی پیداوار کا نتیجہ ہے جب کابل ماسکو نے فوجی معاہدوں کا تانا بندھا تھا اور اب ظاہر شاہ افغان عوام کے غمخوار بن کر وہ بھی روسی مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے اور کمیونسٹوں کے ساتھ یکجا حکومت بنا کر کمیونزم کے دوسرے انداز کی حکومت کو رائج کرنا چاہتے ہیں جو کہ بالکل ناقابل قبول ہے۔

ظاہر شاہ کے گماشتے ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ساڑھے نو سال کے عرصہ کے دوران یورپ امریکہ اور آسٹریلیا کے رنگ رلیاں اور جوش و خروش والے علاقوں میں گزارے اور شراب اور عیاشی میں دھت رہے اپنے طور پر کابینہ بھی تشکیل دی جس میں وہی مغربی انداز کے لباس اور طرز عمل وغیرہ اور وہ لوگ وہی چاہتے ہیں کہ عورتوں کی عریانی، شراب، عیش و نوش وغیرہ کا بازار پہلے کی طرح برقرار ہے اور حکومت کی باگ ڈور بھی ایک خاص گروہ کے پاس رہے جس نے افغانستان میں صدیوں سے حکمرانی کی ہے۔ لیکن یہ جان لینا چاہئے کہ افغان مسلمان عوام کسی قسم کے فریب میں آنے والے نہیں اور وہ اپنی آزادی لینا جانتے ہیں اور مرنا بھی جانتے ہیں۔ آج اگر پاکستان یا ایران میں ہجرت کی زندگی گزار رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ غیروں کے اشاروں پر عمل کرنا شروع کر دیں گے یا روس کے فریب کاری میں دھنس جائیں گے۔ جب کہ کبھی کارمل کو آگے لے آئے اور کبھی نجیب کو غائب کر دیا یا پھر اسلام کی باتیں شروع کر دینا اور مخلوط حکومت یا ملک کے شمالی حصوں کو روس کا حصہ بنا دینا وغیرہ سب ایک خیال ہیں یہ تمام خواب اور خیال اس وقت ہی کریملن والے پورا کر سکتے ہیں جب افغانستان پر ہائیڈروجن بم مار کر انسانیت کا بیج ختم نہیں کر دیتا دوسری شکل میں یہ بالکل ناممکن ہو گا کہ ماسکو والے اپنے ارمانوں کی تکمیل کو افغانستان میں منزل پر پہنچا سکیں۔ ہمیں کسی قسم کی امداد نہ کسی چینل نے دی ہے اور نہ دے رہے اور نہ ہی ہمیں چاہئے۔ جہاں تک مسئلہ کے مخالف گروہوں کا تعلق ہے وہ بھی پہنچتے ہی رہ جائیں گے اور ایک دن انشاء اللہ دور نہیں جب ہم اپنی منزل پہ پہنچ جائیں گے۔ اور اسلامی حکومت کو آزاد و غیر متحد افغانستان میں قائم کر کے دشمنوں کے منہ پر کالک رسید کریں گے۔ مختصراً یہ کہ ہمیں ظاہر شاہ یا مخلوط حکومت کی ضرورت نہیں جہاں ہم کر رہے ہیں اور اس کا فیصلہ بھی ہمارے ہاتھوں ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور کیا کریں گے۔ زندہ باد مجاہدین زندہ باد جہاد



افغانستان میں روسی وحشیوں کے ہاتھوں قرآن حکیم کی بے حرمتی کا ایک منظر

تحریر: جلال لزمی

تیسری عالمگیر جنگ کی ذمّہ داری روس پر ہوگی

تخفیف اسلحہ کانفرنس اور بحر ہند کو ایٹمی وسائل سے پاک قرار دینے کی بات چیت ۱۹۷۹ء میں عمل میں آئی۔ جس میں بحر ہند کے علاقے اور اس سے متعلقہ مسائل پر بھرپور توجہ دی گئی تھی چنانچہ ۱۹۶۴ء میں بھی بحر ہند میں صلح و امن کے قیام کیلئے غیر جانبدار ملکوں کے نمائندوں نے قاہرہ میں بات چیت کی تھی، لیکن بالاخر ۱۹۷۱ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بحر ہند کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقہ قرار دینے کا معاہدہ عمل میں آیا۔ بحر ہند کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک قرار دینے کی کوشش کی ناکامی کی اصلی وجہ یہ ہے کہ امریکہ اور روس دونوں اس علاقے میں فوجی اڈے حاصل کرنے کے دوڑ میں لگے ہوئے ہیں۔ روس جو اپنے آپ کو یورو ایشین ملکوں میں شمار کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ بحر ہند میں اپنے حریف ملک امریکہ کے اثر و نفوذ کو وہاں سے ختم کر کے ملحقہ علاقوں کو اپنا حامی بنائیں۔ اس کے علاوہ روس نے بحر ہند کی ملحقہ علاقوں کے بہت سارے وسائل کو اپنی زیر اثر علاقوں کے ساتھ شامل کر لیا ہے جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہاں سے امریکی اثر و نفوذ کا خاتمہ کیا جا سکے۔

بحر ہند میں پاکستان کو ہر لحاظ سے اہمیت حاصل ہے۔ جولائی ۱۹۸۷ء میں کراچی اور دیگر شہروں میں ہولناک دھماکے اور پاکستان میں سیاسی انتشار بھی بحر ہند کے دیگر قریبی ملکوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

۱۹۵۴ء میں جب روس نے منگولیا سے چینی اثر و رسوخ کو ختم کرنے کی کوشش کا آغاز کیا تو اس کے چین کے ساتھ تعلقات خراب ہونے شروع ہو گئے۔ اس طرح جب ۱۹۵۰ء میں چین نے تبت میں فوج بھیج کر وہاں سے بھارت کا عمل دخل ختم کیا تو اسے بھارت نے پسند نہ کیا۔ آخر کار اس کا نتیجہ نکلا کہ روس اور بھارت دونوں نے چین کو اپنا مشترک دشمن سمجھنا شروع کر دیا۔ اس دوران ۱۹۵۴ء سے بغداد پیکٹ کے خلاف روس اور بھارت نے سرگرم عمل ہو کر ایک دوسرے کو مزید قربت حاصل کر دیا ۱۹۴۰ء کے عشرے کے آوائل میں جب روس اور چین کے درمیان محاذ آرائی کھل کر دنیا کے سامنے آگئی اور ۱۹۶۲ء میں چینی فوج نے بھارتی کو ہمالیہ کے علاقے میں شکست سے دوچار کیا تو روس اور بھارت ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے۔ اس کے بعد نومبر ۱۹۶۸ء میں نکسن کے امریکہ کا صدر منتخب ہونے پر روس کو یہ تشویش لاحق ہوئی کہ چین کے بارے میں امریکہ کی پالیسی تبدیل ہو جائے گی اس لئے روس نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ امریکہ اور چین میں رابطہ قائم ہونے سے پہلے چین کا گھیراؤ کرے اور اس کے ساتھ ہی وہ چین کے ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر دے۔ چین کا گھیراؤ کرنے کے لئے ۱۹۴۹ء میں جب برژنیف نے ایشیائی تحفظ کی سکیم پیش کی تو پاکستان نے اسے نامنظور کر دیا۔ اب بھارت بھی امریکہ کے چین کی طرف رخ کرنے کو ہرگز پسند نہیں کر سکتا تھا۔ امریکہ اسے چین کے مقابلے کے لئے تیار کر رہا

> اب جبکہ روس کی دو لاکھ فوج افغانستان میں موجود ہیں اور یہاں کے اہم علاقوں کو اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہے جس سے آس پاس کے ملکوں کو شدید خطرہ ہے

تھا۔ اس لئے امریکہ کے چین کے قریب جانے سے بھارت کی امریکہ کے لئے اہمیت بہت کم ہو جاتی۔ اس کے علاوہ یہ کہ امریکی امداد سے چین ایشیا کی ایک بہت بڑی طاقت بن سکتا تھا جو کہ بھارت کے لئے ایک خطرہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت اور روس کے درمیان دوستی میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ ۱۹۶۹ء کے آواخر میں یہ روس بھارت گٹھ جوڑ کی شکل اختیار کر گئی افغانستان پر روس کے حملے نے حالات کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اب جب کہ روس کی دو لاکھ فوج افغانستان میں موجود ہیں اور یہاں کے اہم علاقوں کو اپنے قبضے میں لئے ہوئی ہے جس سے بحر ہند اور علاقے کے آس پاس ملکوں کی سلامتی کے لئے زبردست خطرہ پیدا ہوا ہے۔

امریکہ نے بحر ہند، بحر احمر اور خلیج فارس میں فوجی اڈے قائم کئے ہیں۔ صومالی،

کینیا، عمان، مصر، ترکی، اسرائیل اور سعودی عرب کو جنگی وسائل دے دیئے اور مشرق وسطیٰ میں ایک مستحکم اسرائیل بحر ہند اور مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی فوجی اقدامات کی ترجمانی کرتا ہے۔

سری لنکا جس کو بحر ہند میں زبردست اہمیت حاصل ہے روس اور بھارت کی نظروں سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ گذشتہ دو ماہ سے بھارت کی ۳۰ ہزار فوجیں جو کہ نام نہاد امن کے نام سے سری لنکا میں داخل ہوئی ہیں۔ امن کو خطرے میں ڈال دیا۔ علاوہ ازیں ہندوستان نے روس کو سری لنکا کی نکوبار جزائر میں فوجی اڈے دے کر انڈونیشیا کے جزائر ملکا اور سکوتر کو خطرے میں دوچار کیا۔ روس اور بھارت دونوں یہ چاہتے ہیں کہ چین کا محاصرہ کر کے اسے دنیا سے الگ تھلگ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ دونوں کی یہ تمنا تھی کہ پوری بحر ہند پر غلبہ حاصل کر کے سارے ایشیا اور افریقہ سے چین اور امریکہ کے اثر و رسوخ کو ختم کر دیا جائے۔

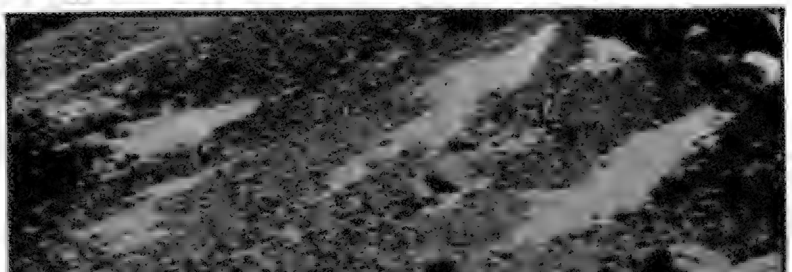
اس طرح وسطی امریکہ اور جنوبی امریکہ میں بھی روس اور بھارت نے چین اور امریکہ کا مقابلہ کرنا تھا، تاہم روس اور بھارت گٹھ جوڑ کی راہ میں پاکستان ایک بڑی رکاوٹ تھا شاہراہ قراقرم کی وجہ سے چین کا بیرونی دنیا کے ساتھ زمینی رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اس طرح چین کو اور بیرونی دنیا کے درمیان پاکستان ایک پل بن گیا ہے اس لئے چین کو دنیا سے کاٹنے کے لئے پاکستان پر فوجی دباؤ ڈالنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ ماضی میں یہ دیکھا گیا تھا کہ پاکستان بھارت اور روس کے عزائم کی راہ میں حائل ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ اور بھی ضروری ہو جاتا تھا کہ بھارت کی طاقت کا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے پاکستان کے خلاف کارروائی کر دیا جائے۔

روس تو ۱۹۴۷ء سے پاکستان کے ایک نظریاتی ہونے کی وجہ سے اس کا مخالف تھا۔ اب جب کہ روس بھارت گٹھ جوڑ ہو گیا ہے تو اس صورت میں روس کے لئے پاکستان کی کوئی افادیت نہیں رہی تھی۔ جہاں تک بھارت کا تعلق تھا تو وہ تو پاکستان کے پیدائش کی وقت سے ہی یہ حربہ استعمال کر کے اس کے ختم کے لئے کوشاں تھا۔ اس لئے پاکستان کے نظریاتی دشمن روس اور پیدائشی دشمن بھارت کے درمیان پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر اتحاد ہو گیا۔

روس اور ہند کا منصوبہ یہ تھا کہ پاکستان کے پانچ ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کر کے اس کی بندرگاہ چٹاگانگ کو روس اور بھارت نے فوجی مقاصد کیلئے استعمال کرنا تھا۔ عظیم بلوچستان کی آڑ میں روس نے بلوچستان کے ساحل پر پہنچ کر گوادر کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے بحیرۂ عرب کے گرم پانیوں تک پہنچنے کی اپنی صدیوں پرانی خواہش اور کوشش کو کامیابی سے ہمکنار کرنا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آزاد کشمیر پر بھارتی فوج سے قبضہ کروا کر روس نے نہ صرف چین کا بیرونی دنیا سے زمینی رابطہ ختم کر دینا تھا بلکہ اس کے علاوہ اس کا بھارت کے ساتھ زمینی رابطہ قائم ہو جاتا تھا۔ بحر ہند مشرق وسطیٰ، جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے درمیان ایک اہم اور اہمیت کا حامل علاقہ ہے۔ دنیا کے تجارتی راستے میں سے اسٹریلیا، مشرقی ایشیا، مشرق وسطیٰ اور براعظم افریقہ کو باہم ملا دیا ہے اس بحر سے گزرتی ہیں جس کے بارے میں برطانیہ کے وزیراعظم اڈوارہیٹ نے ۱۹۷۱ء میں کہا تھا! بحر ہند میں روس کی روز افزوں کوششوں نے برطانیہ کے لئے خاص مشکلات پیدا کیں ہیں اور اس علاقے میں روسی اثر و نفوذ سے علاقے کے مفادات کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

۱۹۷۴ء میں امریکی صدر نکسن واٹر گیٹ سیکنڈل میں غرق ہونے لگا تو مسز اندرا گاندھی نے یکم اپریل ۱۹۷۴ء کو کہا کہ پاک بھارت سربراہی مذاکرات سے قبل بعض مسائل کا تصفیہ ضروری ہے اور یہ کہ ہم پاکستان کے ساتھ مسلح تصادم کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پاکستان کو ایک واضح دھمکی تھی اور پھر ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو افغانستان کے صدر داؤد نے لندن روزنامہ ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان سے جنگ کی صورت میں بھارت کے اور بعض دوسرے ممالک افغانستان کی مدد کریں گے۔

بھارت کے اعلیٰ فوجی وفد کا حالیہ دورہ افغانستان اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس



وقت ڈیمو کریٹک جمہوریہ یمن میں روسی اثر و نفوذ بڑھ گیا اور یمن بین الاقوامی میدان میں روس کے آلہ کار بن گیا تو اسی کے ساتھ برطانیہ کا اثر و نفوذ بھی عدن میں ختم ہوتا گیا۔

بحر ہند میں روس اور امریکہ کی روز افزوں نفوذ نے برطانیہ کا دائرہ تنگ کر کے اس کو مورشیا اور سائیچلز میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اڈے بنانے پر مجبور کیا۔ ۱۹۴۴ء میں برطانیہ اور امریکہ نے ایک پانچ سالہ معاہدہ پر دستخط کیئے جس کی روس سے امریکہ نے ڈیگو گارشیا میں اپنی بحری افواج جا بجا کی۔ جزیرہ ڈیگو گارشیا جس کی پندرہ میل لمبائی اور پانچ میل چوڑائی ہے ہندوستان کو خطرے میں تصور کرتے ہوئے بیس میلین ڈالر کے بدلے میں امریکہ پر فروخت کیا۔ حکومت

امریکہ اس علاقے میں مخابرے کے لئے ایک ہزار فٹ اونچے کھمبے لگا دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ روس نے بھی بحر ہند سے ملحق سولہ ملکوں میں چالیس جنگی جہاز جابجا کی ہے۔

۱۹۷۵ء میں مسز اندرا گاندھی اندرونی مسائل میں الجھ گئی تو روس کو اسی سال افریقہ کی جانب متوجہ ہونا پڑا اس لئے ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء کے سال قدرے امن سے گزر گئے۔ اور پھر ۱۹۷۷ء میں مرار جی ڈیسائی کے بھارتی وزیر اعظم بن جانے سے روس بھارت گٹھ جوڑ پر عملدر آمد ست ہو گیا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب روس نے افغانستان پر براہ راست حملہ کیا تو ایک دم جنوبی ایشیا خطرے میں پڑ گیا۔ روس نے واخان کی پٹی کو اپنے اندر مدغم کر کے افغانستان کا چین کے ساتھ رابطہ ختم کر دیا اور بھارت نے آزاد کشمیر پر حملہ کرنے کیلئے اپنی افواج کو مقبوضہ کشمیر میں پہنچانا شروع کر دیا۔ روس کا خیال تھا کہ پاکستان کے شمال مغربی سرحدوں پر افواج جمع کرنے سے ایک طرف پاکستان خوفزدہ ہو جائے گا اور دوسرے طرف ہندوستان آسانی سے گلگت اور ہنزہ پر حملہ کر کے روس کے ساتھ زمینی رابطہ قائم کر سکے گا۔ لیکن افغان مجاہدین نے ان کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔

روس بار بار بھارت کو کہتا رہا کہ وہ پاکستان پر حملہ کریں بھارت جب حملے کی



تیاریاں کر رہا تھا کہ ۱۹۸۳ء میں سکھوں نے اندرا گاندھی کو قتل کر دیا۔ بھارت پاکستان پر حملہ نہ کر سکا اس بارے میں بھارت سے انتہائی خفیہ دستاویزات مغربی پہنچ گئیں۔

روس کے ایشیائی تحفظ پلان کا مقصد بحر ہند کے لئے راستے کی تلاش اور چین کا محاصرہ کرنے کے سوا کچھ نہ تھا یہ منصوبہ اگرچہ ہندوستان کے مفادات سے ہم آہنگ تھا اس لئے وزیر اعظم اندرا گاندھی نے برما، افغانستان، انڈونیشیا، سنگاپور اور ان کو ملائیشیا کا دورہ کیا اور اسی مقاصد کی تکمیل کے لئے روس کو ہندوستان سے تعاون کرنے پر آمادہ کرتا تھا۔ پاکستان واحد ملک تھا جس نے اس منصوبے کی مخالفت کی روزنامہ پراوڈا نے ۱۹۶۵ء میں لکھا! روس پاکستان دوستی کا مقصد ایشیا میں امن و امان قائم کرنے کی سیاست پر مبنی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ روس اور پاکستان کی دوستی بھی روس اور ہندوستان کی دوستی کی طرح ہو۔

۱۹۶۵ء میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگ میں پاکستان امریکی اسلحہ نہ ملنے کی وجہ سے بہت مشکلات کا شکار تھا۔ روسی جس نے غیر جانبدارانہ سیاست پر عمل پیرا ہونے کا عہد کر رکھا تھا ہندوستان کو شکست ہونے کا ہرگز طرفدار نہ تھا۔ جب روس نے محسوس کیا کہ اب چین بھی میدان میں آنے کی تیاریاں کر رہا ہے تو دونوں ملکوں کو جنگ بندی کے لئے کہا جس کے نتیجے میں ۱۹۶۶ء میں معاہدہ تاشقند وجود میں آیا۔

روسی نے واخان پر قبضہ کرنے کے بعد واخان اور تاجکستان کے درمیان سڑک بنانے کے منصوبے پر کام شروع کر دیا اور اشکاشم کے علاقے میں ایک ریڈار سٹیشن بھی تعمیر کیا ہے۔ اس کے علاوہ زیباک، شخنان، روشنان اور درواز میں بھی فوجی اڈے بنائے ہیں۔ ساتھ ہی اس نے واخان سے سیاچن گلیشیئر اور کشمیر تک زیر زمین سڑک پر کام شروع کیا ہے۔ ادھر بھارت نے منصوبہ کشمیر میں پچھلے سال سے اپنی فوجوں میں اضافہ کیا ہے۔ سیاچن گلیشیئر پر بھارتی فوجوں کی نقل و حرکت سے معلوم ہوتا ہے کہ بھارت اپنے منصوبے کے مطابق کام کر رہا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ سیاچن گلیشیئر کو واخان سے ملا دیا جائے تاکہ آزاد کشمیر اور پاکستان سمیت چین کو گھیرے میں لیا جا سکے۔

سیاچن گلیشیئر گذشتہ ۳۷ سال سے یعنی جب سے کشمیر میں جنگ بندی لائن "جسے اب لائن آف کنٹرول کہا جاتا ہے) قائم ہوئی پاکستان کے قبضہ میں ہے اور اسے پاکستان کے شمالی علاقہ جات کا حصہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن حال ہی میں بھارت کے اس پر اپنا حق جتانے اور سیاچن گلیشیئر کے مختلف حصوں پر قبضہ جمانے کے لئے اپنی فوجوں کو اس علاقے میں بھیج دیا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ واضح نہیں ہو سکا کہ بھارت نے اچانک یہ فیصلہ کیوں کیا؟ کہ سیاچن گلیشیئر کو جنگ بندی لائن کے اس پار بھارتی علاقہ میں ہے۔ حالانکہ پچھلے ۳۶ سالوں میں اس نے یہ مسئلہ کبھی نہیں اٹھایا اور ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھی اس نے سنٹر فائر لائن پر بعض دوسرے مقامات پر تو قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی لیکن اس علاقہ کو بھی قابل تو نہ سمجھا اس لئے بھارت کا حالیہ دعویٰ پوری دنیا کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث بنا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ بھارت کا یہ اچانک اقدام دراصل اس علاقے کی جنگی اہمیت کے احساس کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کی جنگی اور دفاعی اہمیت ہر دور میں حاصل رہا ہے۔

۱۹۷۸ء سے پہلے سیاچن گلیشیئر کی کوئی سیاسی و فوجی اہمیت نہ تھی لیکن ۱۹۷۸ء کے بعد میں ہونے والے واقعات نے سیاچن گلیشیئر کے فوجی و سیاسی اہمیت میں اضافہ کر دیا یہ گلیشیئر اس پہاڑی سلسلے میں واقع ہے جو پاکستان، بھارت، چین، روس، تبت اور افغانستان جیسے ممالک کے مقام اتصال پر واقع ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی

شہید عبدالمنان

شہید عبدالمنان مصر کے رہنے والے تھے۔ والدین نے آپ کی منگنی کرائی تھی اور شادی کا بندوبست کر رہے تھے کہ آپ عیدالاضحیٰ سے کچھ پہلے پاکستان آئے اور یہاں سے افغانستان کا رخ کیا تاکہ حق و باطل کے درمیان جاری کشمکش میں مجاہدین کا ساتھ دیں۔ ایک طرف عبدالمنان کے والدین شادی کے انتظام میں لگے تھے۔ دوسری طرف جنت کی حوریں آپکی منتظر۔

ادھر جاجی میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا..... ادھر مصر سے آپکا نکاح نامہ آیا اور یوں آپ عید سے پہلے جنت چلے گئے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا



وثيقة عقد زواج



شہید ہشام

آپکا اصل نام حمزہ تھا لیکن بچپن سے ہشام کہلانے لگے تھے۔ سعودی عرب کے شہر طائف میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ ایک ماڈل سکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ دل میں جذبہ جہاد موج زن ہوا۔ للذا اپنی آرزو پورا کرنے کے لئے یہ کہتے ہوئے پاکستان کا رخ کیا کہ باقی تعلیم پاکستان میں حاصل کریں گے۔ پاکستان آئے تو کراچی کے ایک تعلیمی ادارے میں داخلہ لیا۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں کو جہاد کے لئے تیار کیا اور بالا آخر اپنے دو ساتھیوں عبد اللہ زندانی اور شہید ابی سہل سمیت افغانستان چلے گئے۔ انہوں نے جاجی اور خوست کا دورہ کیا۔ لیکن جلد ہی اپنے ملک واپس ہوئے۔ تاکہ اپنے والدین سے آخری ملاقات کریں۔ اس دفعہ انہوں نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی اور پھر اپنے والدین سے جہاد میں شرکت کی اجازت لیکر افغانستان کا رخ کیا اور اپنے ساتھی عبداللہ زندانی کے ساتھ جاجی پہنچے۔

اس دفعہ وہ کشتیاں جلا کر آئے تھے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کے لئے بے تاب تھے۔ ایک دن اپنے ساتھی سے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس میرا پاسپورٹ ہے۔ بعد میں اس سے حاصل کرنا۔ ساتھی نے پوچھا اور تم؟ .... جواب دیا "میں نے خواب میں اپنے آپ کو شہید دیکھا ہے" ...... اور یوں جب وہ اگلے مورچوں کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے تو راستے میں روسی فوج کے بچھائے ہوئے ایک اینٹی پرسونل مین پھٹنے سے آپ شہادت کی بلند مقام پر فائز ہوئے۔ اس وقت آپ ۱۹ برس کے تھے۔

آپ کے والد گرامی عبدالوہاب الاسلیمی صفاء کے ایک مدرسے میں استاد ہیں۔ جب انہیں ٹیلی فون پر خبر دی گئی تو انکی خوشی کی انتہانہ رہی۔ انہوں نے بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر فوراً بعد اپنے عزیز و اقارب اور تمام دوستوں کو دعوت دی اور ایک خصوصی محفل کا انعقاد کیا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا گویا کہ یہ اس کے بیٹے کی شادی ہو۔

ہشام کی شہادت اور جہاد افغانستان سے محبت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ہم بھی ابھی سے کفر کا مقابلہ شروع کریں اور جہاں بھی مسلمان باطل قوتوں سے نبرد آزما ہیں۔ ان کا ساتھ دیں۔ کیونکہ موت کی تو کوئی وقت ہی معلوم نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا بٹورنے میں لگے ہوں اور گھڑی پورا ہو جائے بعد میں جتنا بھی افسوس کیا جائے گا وہ کم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت عطاء



ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہوں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

میرے پیارے والد گرامی! میں اپنی غلطیوں اور بچپن میں کئے گئے گستاخیوں پر معذرت خواہ ہوں۔

والد گرامی! جس وقت میں اپنے گھر سے نکل رہا تھا تو اس وقت یہ سمجھ رہا تھا کہ میں واپس نہیں آؤں گا کیونکہ جناب محمد خلیدی اور ابو خالد نے مجھے خواب میں شہید ہوتا ہوا دیکھا تھا اور انہوں نے مجھے شہادت کی نوید سنائی تھی۔ للذا مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ میں بہت جلد اپنے رب سے جا ملوں گا۔

والد گرامی! اس وقت ساری دنیا باطل قوتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے اور مسلمان ہر جگہ ان کی بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہم جہاں بھی دیکھتے ہیں۔ مسلمان مظلوم ہیں۔ اور ان کی خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے۔ اس لئے اب ہر مسلمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ظالم قوتوں کے خلاف حق کا ساتھ دیں۔ اور یہ بہانہ ترک کریں کہ میں اکیلا ہوں۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر مسلمان اتحاد کا مظاہرہ کریں اور حق کو مضبوطی سے تھامیں تو وہ دنیا کی ایک عظیم طاقت بن جائیں گے۔

آج حق کا نعرہ بلند کر دینے والے اکیلے نظر آتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر مسلم امت اسی طرح خاموش رہی اور خیر و شر کی جنگ میں غیر جانبداری کا رویہ ترک نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ پھر دنیا میں کوئی حق کا نام بھی نہ لے۔

والد گرامی! اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ آپ دنیا سے محبت نہیں رکھتے۔ لیکن پھر بھی آپکو اور تمام مسلمانوں کو یہ اپیل کرتا ہوں کہ کہیں آپکو آپکی مال اور اولاد راہ خدا میں جہاد سے نہ رکھیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر آپ ناکام ہوں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ افغانستان ہی آجائیں بلکہ جہاں بھی حق و باطل کا معرکہ بپا ہو۔ وہاں پر حق کا ساتھ دیں۔ تاکہ ہر جگہ باطل سرنگوں ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ البنیان

AL-B' INYAN
جلد اول شمارہ نمبر ۵

اس شمارے میں

ہمارا پتہ:
p.o.box 467 peshawar
Tel: 42211 Telex: 52378 ilma pk
اکاؤنٹ نمبر
Bank of oman Ltd.-FCA 68 Peshawar

قیمت فی پرچہ ۴ روپیہ

شہید

مولوی

صبغت اللہ



شہید مولوی صبغت اللہ مجددی ابن قاری گل حضرت مجددی ۱۹۶۳ء میں ننگر ہار کے ایک گاؤں "چہار باغ صفا" کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ اور پھر مدرسہ نجم المدارس میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ گیارھویں جماعت تک پڑھتے رہے۔

جب اپریل ۱۹۷۸ء میں کمیونسٹ انتظامیہ نے اقتدار سنبھالا تو شہید صبغت اللہ کو اس کے والد سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ جلال آباد کے جیل میں چھ مہینے گزارنے کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ رہائی کے بعد انہوں نے شہید آدم خان کے ساتھ صوبہ ننگر ہار میں مسلح جہاد شروع کیا۔ انہوں نے تحصیل رودات اور چپریار کو فتح کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ننگر ہار کے علاوہ افغانستان کے دیگر صوبوں کنٹر، پغمان اور پکتیا کی لڑائیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ موصوف نے جہاد کا فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پر بھی توجہ دی اور مدرسہ "الھجرت والجہاد"، دارالعلوم سرحد اور "حدیقتہ العلوم" پشاور میں پڑھتے رہے۔ موصوف علم وتقویٰ اور دیانتداری کے مالک تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے صبر واستقامت سے نوازا تھا۔ آپ نے ۱۹۸۶ء میں رمضان المبارک کے مہینے میں ملحدین کے ساتھ دست بدست لڑائی کے دوران چپریار کے مقام پر جام شہادت نوش کیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) شہادت کے وقت آپ ۲۴ برس کے تھے۔

سب ڈویژن پغمان سے البنیان کے نمائندے نجم الدین اور محمد ظاہر کا آنکھوں دیکھا حال

پغمان روسی جارحیت سے قبل سیاحوں کے لئے ایک بہت مشہور مقام تھا۔ موسم خوشگوار رہتا تھا اور سردیوں میں بھی سبزہ زار ہرے بھرے درختوں اور خوشنما پھولوں سے بھرے رہتے تھے جو سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ لیکن روسی یلغار کے بعد اب ویران پڑا ہے سبزہ زار چٹیل میدانوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ پھول دار پودوں کی جگہ خود رو جنگلی جھاڑیوں نے لے لی ہے۔

صوبہ کابل اور پغمان پر مشتمل ہیں۔ کابل سے شمال مغرب کی طرف ۲۵ کلو میٹر پر واقع ہے یہاں کے مجاہدین بھی پامردی اور جان نثاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ جن کی عزم و استقلال نے وادی پغمان روسی افواج کے لئے وادی موت میں تبدیل کیا ہے......ہر طرف تباہ شدہ روسی ٹینکوں کے ڈھیر لگ چکے ہیں۔

گزشتہ تین مہینوں میں وادی پغمان کے مجاہدین نے تین روسی حملے پسپا کئے ہیں۔ جو فوجی قافلہ حاجی سب ڈویژن میں شکست سے دوچار کیا گیا تھا۔ سات دن بعد پغمان پر حملہ آور ہوا سولہ دن لڑائی جاری رہی۔ مجاہدین نے اپنی جانوں پر کھیل کر روسی افواج کو شکست سے دوچار کر کے پسپا ہونے پر مجبور کیا اور پغمان میں داخل نہ ہونے دیا۔

دوسری بار روسیوں نے جولائی کے اوائل میں وادی پغمان کا رخ کیا اور قندھار کے نامور کیونسٹوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا۔ تاہم اس بار بھی مجاہدین جذبہ شہادت سے سرشار سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند تیار کھڑے تھے۔ اور ایک بار پھر روسیوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

تیسری بار کابل روسی افواج نے پغمان ڈسٹرک میں موجود مجاہدین پر کاری ضرب لگانے کے لئے ستمبر کے اوائل میں مخصوص منصوبہ بندی کے تحت پندرہ سو روسی فوجیوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی جو جدید اسلحہ سے لیس تھی جس میں ۸۰ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں " تین عدد MM MM ۱۲۲" اور تین عدد B.M 13 " توپیں بڑی تعداد میں ہاوان اور 82 MM توپیں شامل تھیں۔

ایک طرف اسلحے کی بھرمار اور دوسری طرف ایمان کی قوت لڑائی میں شدت کا باعث بنی تھی۔ روسی افواج رات کے وقت جہازوں کے ذریعے ایک قسم کی روشنی والے گولے پھینک کر لڑائی جاری رکھتے تھے۔ مجاہدین کو شہادت کا شوق روسی افواج کے قریب لے آیا۔ یہاں تک کہ درمیان میں ۱۰۰ میٹر فاصلہ رہ گیا۔ جب کہ بعض مجاہدین دستی بموں سے حملہ آور تھے۔ جب اسی طرح کئی ٹینک تباہ ہوگئے تو روسی فوج افراتفری کا شکار ہوگئی۔ ادھر مجاہدین نے فائرنگ میں شدت اختیار کی۔ اور آن کی آن میں ۲۲۰ روسی فوجی میدان جنگ میں پڑے نظر آرہے تھے۔ اور باقی نے بھاگ نکلنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ اور ایسے بھاگتے کہ اپنا اسلحہ اور دوسرا سامان میدان ہی میں چھوڑ دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ۱۵۰۰ روسی فوج کے مقابلے میں ۳۰۰ مجاہدین کو کامیابی سے ہم کنار کیا جن کے درمیان اسلحہ کے اعتبار سے کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ اس معرکے میں دشمن کے ۱۴ طیارے جس میں ۴ گن شپ ہیلی کاپٹر شامل تھے مار گرائے گئے۔

۱۵ ٹینک اور فوجی گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ گولہ بارود کے ایک بڑے ذخیرے کے علاوہ ۲ عدد اینٹی کرافٹ گن اور ۲۰ عدد کلاکوف رائفل قبضے میں لائے گئے۔

اس لڑائی میں ۹ مجاہد شہید اور ۱۴ شدید زخمی ہوئے۔

لڑائی کے اختتام پر مجاہدین کمانڈر کے حکم پر اپنے مراکز کو واپس چلے گئے۔ کیونکہ ان کے ساتھ گولہ بارود اور سامان رسد بالکل ختم ہو چکا تھا.........جب روسی افواج کو اس کا علم ہوا تو مجاہدین کے جانے کے بعد انہوں نے دوبارہ ان چوکیوں پر قبضہ کیا جو مجاہدین نے مسمار کی تھیں۔ تاہم وہ مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ نہ کر سکے۔

اس لڑائی کے دوران کئی ایک ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جنہیں دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک دن ایک روسی توپ خانے کا ایک بڑا گولہ محمد عثمان نامی مجاہد سے ۱۰ میٹر کے فاصلے پر پھٹ گیا۔ تمام ساتھی بہت پریشان ہوئے۔ اور ہمارا خیال تھا کہ اب اس کے جسم کے ٹکڑے تلاش کرنا پڑیں گے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ محمد عثمان کپڑے جھاڑتا ہوا آرہا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"

اسی طرح ایک دفعہ چند مجاہد ایک روسی دستے کے درمیان گھس چلے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور گولہ بارود ختم ہونے کو تھا عین اسی وقت روسیوں کے قریب کئی دن سے ناکارہ پڑا بم ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ جو روسی جہازوں نے مجاہدین کے خلاف استعمال کیا تھا۔ اس غیر متوقع دھماکے نے کئی روسیوں کے پرخچے اڑادیئے۔ اور اسی طرح مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ نے راستہ مہیا کیا۔

یہ اور ایسے دوسرے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ مجاہدین پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور انشاء اللہ کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

ڈاکٹر محمد غلام معظم سے انٹرویو

"قرآن اور سائنس" کے موضوع پر اسلام آباد میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں پاکستان اور دوسرے ممالک سے عالم اسلام کے کئی دانشوروں نے شرکت کیں اور اپنے مقالے پیش کئے۔ اس کانفرنس میں بنگلہ دیش کی ایک اہم شخصیت ڈاکٹر محمد غلام معظم بھی آئے ہوئے تھے۔ البنیان کے نمائندے نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے ساتھ بات چیت کی ہے جسے ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کرتے ہیں۔

البنیان = شروع میں تعارف ہو جائے تو اچھا ہو گا۔

جواب = میرا نام ڈاکٹر محمد غلام معظم ہے۔ میں ریٹائرڈ پیتھالوجسٹ ہوں اور آج کل ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں ایک پرائیویٹ لیبارٹری کا ڈائریکٹر ہوں۔ جو "ابن سینا لیبارٹری" کے نام سے مشہور ہے۔

البنیان = یہ لیبارٹری کسی اسلامی تنظیم کی نگرانی میں قائم ہوا ہے یا حکومت کے کسی ذیلی ادارے کی طرف سے قائم ہوا ہے؟

جواب = یہ لیبارٹری بالکل پرائیویٹ ہے۔ جن لوگوں نے اسے بنایا ہے اور جو اس کے بورڈ میں شامل ہیں وہ سب اسلامی خیالات رکھتے ہیں۔ اور ہم سب اسلام کو مدنظر رکھ کر کام کرتے ہیں۔

البنیان = جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ اکثر علماء نے جہاد افغانستان کے حق میں فتویٰ دیا ہے اور اسے فرض عین قرار دیا ہے۔ آپ کی نظر میں اب علماء کرام کو کیا کردار ادا کرنا چاہئے۔

جواب = جہاد افغانستان بلاشبہ اسلامی جہاد ہے۔ اور علماء کرام نے جو قدم اٹھایا ہے اسے ہم سب قدر کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یہ دراصل امتہ مسلمہ کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ کہ بعض لوگ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اسلام سے نکل جاتے ہیں۔ اور پھر دوسرے نظریات کو اپنا کر اپنے ملک اور خود اپنے آپ کے لئے باعث ہلاکت ثابت ہوتے ہیں۔

میرے خیال میں اب علماء کرام کو اس سلسلے میں عوام سے رابطہ رکھنا چاہئے اور ان کو سمجھانا چاہئے کہ افغانستان میں جو جنگ ہو رہی ہے یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے۔ تاکہ مسلمانوں پر جو ذمہ داریاں اس جہاد کے حوالے سے پڑتی ہیں۔ وہ ان کو سمجھ سکیں اور پورا کر سکیں۔

البنیان = ہمیں اخبارات کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے کہ نیو دہلی میں موجود سفیر کی قیادت میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کا ایک وفد ڈھاکہ گیا ہے۔ اور وہاں وزارت خارجہ کی حکام سے بات چیت کی ہے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب = مجھے اس بارے میں تو کوئی علم نہیں۔ البتہ حکومت کا جو موقف اخباروں میں آتا ہے اس سے تو یہی ثابت ہے کہ ہماری حکومت اور عوام مجاہدین افغانستان کے ساتھ ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہاں پر کچھ افراد کمیونسٹ بھی ہیں اور ان کی ہمدردیاں روس اور اس کے ایجنٹ نجیب کے ساتھ ہیں۔ لیکن وہ بہت کم ہیں۔ وہ کھلے طور پر اپنی رائے کا اظہار بھی نہیں کر سکتے اور ان کا وزن بھی بہت کم ہے۔

البنیان = کیا یہ سچ ہے کہ بنگلہ دیش کے کمیونسٹ پارٹی کے ایک لیڈر نے چند دن قبل کابل کا دورہ کیا ہے، جو شاید اب مر چکا ہے؟

جواب = جی ہاں! اس کا نام محمد فرہاد تھا۔ اور کامریڈ فرہاد کے نام سے مشہور تھا۔ دراصل وہ دل کا مریض تھا۔ اور علاج کے لئے کابل گیا تھا۔ لیکن واپس آکر مر گیا۔ ہماری ان کے ساتھ زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ صرف نام کی حد تک میں اسے جانتا تھا۔ جو کمیونسٹ پارٹی کا سیکرٹری تھا۔

البنیان = ڈاکٹر صاحب جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جہاد افغانستان کو شروع ہوئے دس سال ہونے کو ہیں۔ اس مدت میں ۱۵ لاکھ افغان باشندے شہید ہو چکے ہیں۔ اور تقریباً ۵ ملین روسی مظالم سے تنگ آکر پاکستان اور ایران کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور ۲ ملین سے زیادہ لوگ افغانستان کے اندر ہجرت کر چکے ہیں۔ جبکہ ۳۰ ہزار کے قریب مسلمان مرد، عورتیں اور بچے معذور ہو چکے ہیں۔ یہ قربانیاں جو افغان عوام نے پیش کی ہیں۔ اس میں عالم اسلام نے کیا کردار ادا کیا ہے اور ابھی اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب = میرے خیال میں عالم اسلام نے ابھی ویسا تعاون نہیں کیا ہے جیسا تعاون انہیں کرنا چاہئے۔ البتہ مختلف اسلامی تنظیمیں مقدور بھر مجاہدین کی امداد کر رہے ہیں۔ علاج وغیرہ کے لئے ہسپتال کھول رہے ہیں۔ مدرسے بنا رہے ہیں۔ اور اسی قسم کے دوسرے سہولتیں مہیا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن مہاجرین کی آبادی کے لحاظ سے یہ تمام کوششیں بہت کم ہیں۔ ہم اسلامی ممالک سے یہ التماس کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں۔

البنیان = جناب آپ نے پاکستان کا دورہ کیا اور یہاں پر آپ افغان مہاجرین و مجاہدین کے حالات سے بھی واقف ہوئے۔ تو اس وقت آپ کے تاثرات کیا ہیں۔

جواب = میں نے پہلے بھی پاکستان کا دورہ کیا ہے اور میں مہاجرین کی حالات سے خوب واقف ہوں۔ ہم آپ لوگوں پر فخر کرتے ہیں۔ کہ اتنی بے سروسامانی کے باوجود آپ کئی سال سے ایک سپر طاقت کی راہ روکے ہوئے ہیں۔ اور اسے گھٹنے ٹیک کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ انشاءاللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

مرحوم ابوالاعلیٰ مودودی

یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی فضیلت سے قرآن کے صفحے بھرے پڑے ہیں جس کے متعلق فرمایا ہے۔

"اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہترین کام ہے اگر تم جانو۔"

جس میں لڑنے والوں کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھے ہوئے جم کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

جس کی بلندی و عظمت کی گواہی اس شان سے دی ہے۔

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو ان لوگوں کے کام کے برابر ٹھہرایا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے؟ اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے' جنہوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے' اور وہی لوگ ہیں حقیقت میں کامیاب ہیں۔"

پھر یہی وہ حق پرستی کی جنگ ہے جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار راتیں جاگ کر عبادت کرنے سے بڑھ کر ہے۔ جس کے میدان میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ۶۰ برس تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل بتایا گیا ہے' جس میں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی ہے' جس کی راہ میں غبار آلود ہونے والے قدموں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی طرف نہ گھسیٹے جائیں گے' اور اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو جو اس سے بچ کر گھر بیٹھ جائیں اور اس کی پکار سن کر کسمسانے لگیں اس غضب ناک لہجہ میں تنبیہہ کی گئی ہے۔

"ان سے کہہ دو اگر تمہیں اپنے باپ' بیٹے' بھائی' بیویاں' رشتہ دار' اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندے پڑجانے کا تمہیں ڈر لگا ہوا ہے' اور وہ گھر بار جنہیں تم پسند کرتے ہو' اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو بیٹھے انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا کام پورا کر دے۔ یقین رکھو کہ اللہ فاسقوں کو کبھی ہدایت نہیں بخشتا۔"

فضیلت جہاد کی وجہ۔

غور کرو کہ جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی فضیلت اور تعریف کس لئے ہے؟ جہاد کرنے والوں کو بار بار کیوں کہا جاتا ہے کہ وہی کامیاب ہیں اور انہی کا درجہ بلند ہے؟ اور اس سے بچ کر گھر بیٹھنے والوں کو ایسی تنبیہیں کیوں کی جاتی ہیں؟ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ذرا ان آیات پر پھر ایک نظر ڈال جاؤ جن میں جہاد کا حکم اور اس کی فضیلت اور اس سے بھاگنے کی برائی لکھی ہے۔ ان آیات میں کامیابی اور عظمت کے معنی کسی جگہ مال و دولت اور ملک و سلطنت کا حصول نہیں بتائے گئے۔ جس طرح کرشن جی نے ارجن سے کہا تھا کہ اگر تو اس جنگ (مہابھارت) میں کامیاب ہوا تو "دنیا کے براج کو بھوگے گا" (گیتا ۲۔ ۳۷)' اس طرح قرآن میں کہیں یہ کہہ کر قتال فی سبیل اللہ کی جانب رغبت نہیں دلائی گئی کہ اس کے عوض تمہیں دنیا کی دولت اور حکومت ملے گی۔ بلکہ اس کے برعکس ہر جگہ جہاد فی سبیل اللہ کے عوض فرض خدا کی خوشنودی اور صرف اللہ کے ہاں بڑا درجہ ملنے اور عذاب الیم سے محفوظ رہنے کی توقع دلائی گئی ہے۔ سقایتہ حاج اور عمارۃ مسجد حرام سے' جو عرب میں بڑے رسوخ و اثر اور بڑی آمدنی کا ذریعہ تھا' گھر بار چھوڑ کر نکل جانے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے کو افضل بتایا' اور پھر اس کے عوض

(اللہ کے نزدیک بڑے درجے) کے سوا اور کسی انعام کا ذکر نہیں کیا۔ دوسری جگہ ایک تجارت کا گر سکھایا ہے جس سے گمان ہوتا ہوے کہ شاید یہاں کچھ دھن دولت کا ذکر ہو۔ مگر پڑھ کر دیکھیے تو اس تجارت کی حقیقت یہ نکلتی ہے کہ اللہ کی راہ میں جان اور مال کھپاؤ' اور اس کے عوض عذاب سے نجات حاصل کرو۔ ایک اور جگہ لڑائی سے جی چرانے والوں کو اس بات پر ڈانٹا جا رہا ہے کہ وہ بیوی بچوں کی محبت میں گرفتار پائے جاتے ہیں اور اپنے کمائے ہوئے مال اور اپنی تجارت کے کساد اور اپنے محبوب مکانوں کے چھٹنے کا خوف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں جنگ کر کے جو لوگ ملک فتح کرتے ہیں انہیں روپیہ بھی خوب ملتا ہے' ان کی تجارت بھی خوب چمکتی ہے' اور انہیں مفتوح قوم سے چھینی ہوئی عالی شان عمارتیں بھی رہنے کو ملتی ہیں۔



روسی بربریت نے
افغانستان میں
ہزاروں بچوں کو
بے سہارا بنا دیا ہے
یہ حیران و ششدر بچہ
روسی بمباری کے بعد
اپنے والدین
سے محروم
ہو گیا ہے'

پھر جب اس جہاد سے دنیا کی دولت اور ملک گیری مقصود نہیں ہے تو آخر اس خون ریزی سے اللہ کو کیا ملتا ہے کہ وہ اس کے عوض اتنے بڑے بڑے درجے دے رہا قدموں تک کو الطاف و عنایات کا مورد بنایا جاتا ہے؟ اور اس میں وہ کونسی کامیابی مضمر ہے کہ اس خشک و بے مزہ جنگ میں لڑنے والوں کو بار بار اولٰئک ھم الفائزون کہا جا رہا ہے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کی زمین پر فتنہ و فساد پھیلایا جائے۔ اسے یہ گوارا نہیں ہے کہ اس کے بندوں کو بے قصور ستایا اور تباہ برباد کیا جائے۔ اسے یہ پسند نہیں ہے کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں' ان کے امن و چین پر ڈاکے ڈالیں' اور ان کی اخلاقی' روحانی اور مادی زندگی کو ہلاکت میں مبتلا کریں۔ اسے یہ منظور نہیں ہے کہ دنیا میں سیہ کاری' بداعمالی' ظلم و بے انصافی' اور قتل و غارت گری قائم رہے۔ وہ پسند نہیں کرتا کہ جو خاص اس کے بندے ہیں ان کو مخلوق کا بندہ بنا کر ان کی انسانی شرافت پر ذلت کا داغ لگایا جائے۔ پس جو گروہ بغیر کسی معاوضہ کی خواہش' بغیر کسی دھن دولت کے لالچ' بغیر کسی ذاتی نفع کی تمنا کے محض خدا کی خاطر دنیا کو اس فتنہ سے پاک کرنے کے لئے اور اس ظلم کو دور کر کے اس کی جگہ عدل قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے' اور اس نیک کام میں اپنی جان و مال' اپنی تجارت کے فوائد' اپنے بال بچوں اور باپ بھائیوں کی محبت اور اپنے گھر بار کے عیش و آرام' سب کو قربان کر دے' اس سے زیادہ اللہ کی محبت اور اللہ کی رضامندی کا مستحق کون ہو سکتا ہے؟ اور لیلائے کامرانی کی آغوش اس کے سوا اور کس کے لئے کھل سکتی ہے؟

جہاد فی سبیل اللہ کی یہی فضیلت ہے جس کی بنا پر اسے تمام انسانی اعمال میں ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ در حقیقت یہی چیز تمام فضائل و مکارم اخلاق کی روح ہے۔ انسان کی یہ اسپرٹ کہ وہ بدی کو کسی حال میں برداشت نہ کرے اور اسے دفع کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے' انسانی شرافت کی سب سے اعلیٰ اسپرٹ ہے۔ اور بدی کو برداشت کرتا ہے اس کی اخلاقی کمزوری اسے بالا آخر اس پر آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ خود اپنے لئے بدی کو برداشت کرنے لگے۔ اور جب اس میں برداشت کا یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس پر ذلت کا وہ درجہ آتا ہے جسے خدا نے اپنے غضب سے تعبیر کیا ہے

اس درجہ میں پہنچ کر آدمی کے اندر شرافت و انسانیت کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا۔ وہ جسمانی و مادی غلامی ہی نہیں بلکہ ذہنی و روحانی غلامی میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے اور کمینگی کے ایسے گڑھے میں گرتا ہے جہاں سے اس کا نکلنا محال ہو جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل جس شخص میں یہ اخلاقی قوت موجود ہو کہ وہ بدی کو محض بدی ہونے کے باعث برا سمجھے اور انسانی برادری کو اس سے نجات دلانے کے لئے ان تھک جدوجہد کرتا رہے' وہ ایک سچا اور اعلیٰ درجہ کا انسان ہوتا ہے اور اس کا وجود عالم انسانی کے لئے رحمت ہوتا ہے ایسے شخص کو چاہیے دنیا سے کسی معاوضہ کی خواہش نہ ہو' مگر دنیا ان تمام ناشکریوں کے باوجود جن کے داغ اس کی پیشانی پر موجود ہیں' اتنی احسان ناشناس نہیں ہے کہ وہ اس خادم انسانیت کو اپنا سرتاج' اپنا امام اور اپنا سردار تسلیم نہ کر لے جو بے لاگ' بے امید اجرو

بے تمنائے عزواسے بدی تسلط سے چھڑانے اور اخلاقی و روحانی اور مادی آزادی عطا کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔ اسی سے اس آیت کے معنی سمجھ میں آتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ

زمین کے وارث میرے نیکو کار بندے ہوں گے۔ اور یہیں سے یہ بات نکلتی ہے کہ اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا..... سے محض آخرت ہی کی کامیابی مراد نہیں ہے بلکہ دنیا کی کامیابی بھی حقیقتاً انہی لوگوں کے لئے جو نفسانی اغراض سے پاک ہو کر خالصتاً اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے لئے جہاد کرتے ہیں۔

نظام تمدن میں جہاد کا درجہ

جہاد کی اس حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ سمجھ لینا بہت آسان ہے کہ قوموں کی کس قدر ضرورت ہے۔ اگر دنیا میں کوئی ایسی قوت موجود ہو جو بدی کے خلاف پیہم جہاد کرتی رہے اور تمام سرکش قوتوں کو اپنی اپنی حدود کی پابندی پر مجبور کر دے تو نظام تمدن میں یہ بے اعتدالی ہرگز نظر نہ آئے کہ آج سارا عالم انسانی ظالموں اور مظلوموں' آقاؤں اور غلاموں میں بٹا ہوا ہے' اور تمام دنیا کی اخلاقی و روحانی زندگی کہیں غلامی و مظلومی کے باعث اور کہیں غلام سازی و جفا پیشگی کے باعث تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ بدی کو دوسروں سے دفع کرنا تو ایک بڑا درجہ ہے' اگر اسے خود اپنے سے دفع کرنے کا احساس بھی ایک قوم میں موجود ہو اور اس کا مقابلہ میں وہ اپنے عیش و آرام کو' اپنی دولت و ثروت کو' اپنی نفسیاتی لذات اور اپنی جان کی محبت کو' غرض کسی چیز کو بھی عزیز نہ رکھے تو وہ کبھی ذلیل و خوار ہو کر نہیں رہ سکتی اور اس کی عزت کو کوئی قوت پامال نہیں کر سکتی۔ حق کے آگے سر جھکانا اور ناحق کے آگے سر جھکانے پر موت کو ترجیح دینا ایک شریف قوم کا خاصہ ہونا چاہئے اور اگر وہ اعلائے حق اور اعانت حق کی قوت نہ رکھتی ہو تو اسے کم از کم تحفظ حض پر سختی کے ساتھ ضرور قائم رہنا چاہئے جو شرافت کا کم سے کم درجہ ہے۔ لیکن اس درجے سے گر کر جو قوم اپنے حق کی حفاظت بھی نہ کر سکے اور اس میں ایثار و قربانی کا فقدان اس قدر بڑھ جائے کہ بدی و شرارت جب اس پر چڑھ کر آئے تو وہ اسے مٹانے یا خود مٹ جانے کی بجائے اس کے ماتحت زندہ رہنے کو قبول کر لے تو ایسی قوم کے لئے دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے' اس کی زندگی یقیناً موت سے بدتر ہے۔ اسی رمز کو سمجھانے کے لئے خدا نے بار بار اپنی حکیمانہ کتاب میں ان قوموں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے بدی کے خلاف جہاد کرنے میں جان و مال اور لذات نفسانی کا ٹوٹا دیکھ کر اس سے جی چرایا اور بدی کا تسلط قبول کر کے اپنے اوپر ہمیشہ کے لئے خسران و نامرادی کا داغ لگا لیا۔ ایسی قوموں کو خدا ظالم قومیں کہتا ہے۔ یعنی انہوں نے اپنے اعمال سے خود اپنے اوپر ظلم کیا' اور حقیقتاً وہ اپنے ہی ظلم سے تباہ ہو ہوئیں۔ چنانچہ ایک جگہ اس طرح ان کی مثال دی ہے۔

"کیا ان لوگوں کو ان قوموں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہو گزری ہیں' یعنی نوح کی قوم اور عاد' ثمود اور قوم ابراہیم اور اصحاب مدین اور موتفکات؟ ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی کھلی ہدایتیں لے کر



افغانستان کی ایک مسجد جسے روسی حملہ آوروں نے شہید کر دیا



آئے۔ مگر اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ جو ایمان دار مرد اور ایماندار عورتیں ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کا حکم کرتے اور بدی کو روکتے ہیں۔"

یہاں پچھلی قوموں کے ظلم بر نفس خود کر ذکر کرتے ہی جو ایمان داروں کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے یار و مددگار ہیں اور نیکی کو قائم کرتے اور بدی کو روکتے ہیں تو اس سے صاف یہی بتلانا مقصود ہے کہ ان مٹنے والی قوموں نے نیکی کا حکم کرنا اور بدی کو روکنا چھوڑ دیا تھا اور یہی ان کا وہ ظلم تھا جس نے آخر ان کو تباہ کیا۔

ایک اور جگہ بنی اسرائیل کی بزدلی اور جہاد سے جی چرانے کا نہایت عبرت ناک انجام بیان کیا ہے۔ فرمایا موسیٰ علیہ الاسلام نے اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلا کر حکم دیا کہ تم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہاری میراث میں دیا ہے' اور ہرگز پیٹھ مت پھیرو کیونکہ پیٹھ پھیرنے والے ہمیشہ نامراد رہا کرتے ہیں۔ مگر بنی اسرائیل پر دہشت بیٹھی ہوئی تھی' انہوں نے کہا۔

"اے موسیٰ اس زمین میں تو ایک زبردست قوم ہے ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔"

قوم کے دو جوانمردوں نے جن پر اللہ نے انعام فرمایا تھا قوم کو مشورہ دیا کہ تم بے خوف داخل ہو جاؤ' تم ہی غالب رہو گے' اور اگر تمہیں دولت ایمان ہے تو اللہ پر توکل کرنا چاہئے۔ مگر وہ ڈرپوک اور ذلت پر قانع رہنے والی قوم انسانوں کے خوف سے کانپتی ہی رہی اور اس نے صاف کہہ دیا کہ۔

"اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم تو اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے' پس تو اور تیرا خدا وہاں جائے اور تم دونوں لڑو' ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔"

آخر اس بزدلی کی بدولت قدرت الٰہیہ نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ وہ چالیس برس تک دربدہ کی خاک چھانتے پھریں اور کہیں ان کو ٹھکانا نصیب نہ ہو۔

"اللہ نے کہا کہ جو زمین ان کے حق میں لکھی گئی تھی وہ اب چالیس سال کے لئے ان پر حرام کر دی گئی۔ اب وہ زمین میں بھٹکتے پھریں گے۔

ایک دوسری جگہ بڑی تفصیل کے ساتھ بنی اسرائیل کی اس محبت نفس و مال اور بزدلی و خوف موت کا ذکر کیا ہے جس کے باعث انہوں نے جہاں فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیا اور جس کی بدولت وہ آخر کار قومی ہلاکت میں مبتلا ہوئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"کیا تم نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جو موت سے ڈر کر اپنے ملک سے نکل گئے حالانکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اس لئے اللہ نے ان پر موت ہی کا حکم صادر کر دیا۔ پھر اس نے انہیں دوبارہ زندگی بخشی؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔" اس کے بعد ہی اس طرح مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا ہے۔

اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے اور اس کے بعد دوبارہ اسرائیل کے ایک گروہ کا ذکر کیا ہے کہ

"کیا تو نے بنی اسرئیل کے ان سرداروں کا حال نہیں دیکھا جنہوں نے موسیٰ کے بعد اپنے زمانے کے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ نبی نے ان سے کہا کہ تم سے کچھ بعید نہیں ہے کہ تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو تم نہ لڑو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کیسے نہ لڑیں گے جب کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں اور اپنی اولاد سے چھڑائے گئے ہیں۔ مگر جب ان کو جنگ کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا سب کے سب نے" منہ پھیر لیا۔ اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔"

یہ اور ایسی بہت سی مثالیں بار بار اسی حقیقت کو سمجھانے کے لئے دی گئی ہیں کہ نیکی کے قیام و بقا کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز اس کی حفاظت کرنے والی سچی قربانی کی روح ہے۔ اور جس قوم سے یہ روح نکل جاتی ہے وہ بہت جلدی بدی سے مغلوب ہو کر فنا ہو جاتی ہے۔

ایک افغان مجاہد کی رُوداد الم



۳۶ سالہ افغان نوجوان شیر احمد ولد شیر محمد جو کابل کے بدنام زمانہ جیل " پل چرخی " میں پانچ سال گزارنے کے بعد امسال مئی کے مہینے میں رہا ہوئے تھے۔ پشاور پہنچ آئے ہیں۔ شیر احمد کابل شہر کے ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں سیکنڈائر کے طالب علم تھے جب اس پر اتحاد اسلامی افغانستان کا خفیہ رکن ہونے کا الزام لگایا گیا اور اگست ۱۹۸۲ء میں اپنے گھر سے گرفتار کر لئے گئے

البنیان نیوز سروس کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گرفتاری کے فوراً بعد خاد کے ایجنٹ مجھے " شاہدرہ تفتیش سنٹر " لے گئے۔ جہاں ایک مہینے تک مجھے ظالمانہ جسمانی اور روحانی اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کے بعد صدارت کے زمین دوز تفتیشی مرکز کو منتقل کیا گیا۔ جہاں مجھے ۲ × ۳ میٹر سائز کے ایک کوٹھڑی میں ۵۶ دوسرے قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا اور خاد کے چار افسروں پر مشتمل ایک ٹیم ہم سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔ جن کی مدد کے لئے کے جی بی کے آفیسر بھی موجود تھے۔ یہاں بھی ہمیں جسمانی اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا۔ جس میں لوہے کی سلاخوں سے مارنا' ناخن کھینچنا اور بجلی کے جھٹکے دینا شامل تھے۔ شیر احمد نے بتایا کہ انہیں ۲۴ گھنٹوں میں خوراک کے لئے صرف ۸۰۰ گرام خشک روٹی دی جاتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ صدارت کے تفتیشی مرکز میں ۶۱ کوٹھڑیاں تھیں

جس میں ۱۲۰۰ قیدی سمائے گئے تھے۔ ان قیدیوں میں پاکستانی عرب اور یورپین بھی شامل تھے۔ جو سب کے سب سی آئی اے کے ایجنٹ ہونے کی من گھڑت الزام میں گرفتار کر لئے گئے تھے۔ شیر احمد نے بتایا کہ ۳ × ۲ میٹر سائز کے کوٹھڑی میں ہجوم کی وجہ سے لیٹنا تو در کنار بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ کوئی ایک مہینہ انسانیت سوز اذیتیں دینے کے بعد مجھے کابل کے نواح میں واقع بدنام زمانہ جیل " پل چرخی " بھیج دیا گیا۔

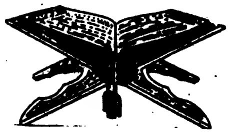
اس جیل میں سات بلاک اور ایک بڑا ہال ہے جو سنٹرل زون کہلاتے ہیں۔ مجھے بلاک نمبر ۶ کے ایک چار میٹر لمبی کوٹھڑی میں پندرہ پاکستانی قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا تھا جو اردو اور پشتو زبان بولتے تھے۔ جن میں سے ایک بوڑھا پاکستانی جو پنجاب کی کسی علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ خاد ایجنٹوں کی مسلسل مار پیٹ کی وجہ سے آخر کار مر گیا۔

مجھے سات مہینے تک تو پے جیل میں رکھا گیا اور پھر نام نہاد انقلاب کے ایک سرسری عدالت میں پیش کر کے ۸ سال قید سنایا گیا۔ اس کے بعد افغان کمیونسٹ پارٹی کے جوشیلے کارکنوں پر مشتمل ایک فورس کے حوالے کیا۔ شیر احمد نے آنسو پونچھ کر بتایا کہ اس فورس کا کام ہمیں رات دن مارنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ کسی بھی قیدی کو اجازت نہ تھی کہ وہ غیر انسانی خوراک' گندے پانی یا کسی سہولت کے کمی کے خلاف احتجاج کریں۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ فورس کے گارڈ نشے کی حالت میں کوٹھڑی میں داخل ہو جاتے اور محض اپنی خوشی کی خاطر قیدیوں کو بے رحمی سے مارتے رہتے اور قہقہے لگاتے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ " پل چرخی " جیل کا سنٹرل زون نوجوان عورتوں اور بچوں سے بھرا ہوا تھا۔ روزانہ آدھی رات کے پوچھ گچھ کے دوران یہ عورتیں اتنی بے دردی سے مارے جاتے جنکی چیخ وپکار اور آہ وزاری ہم اپنی کوٹھڑی میں بھی سنتے تھے۔ جبکہ ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکوں اور جیل میں رہنے والے ان پڑھ لوگوں کے لئے باقاعدہ مارکسزم اور لینزم کی کلاسیں لگائے جاتے تھے۔ شیر احمد کے مطابق سات بلاک پر مشتمل اس جیل کے ہر بلاک میں مئی ۸۷ ... ۱۹۸۲ء کے دوران ہر وقت تقریباً ۳۴۰۰ قیدی بند رہا کرتے تھے۔ غیر ملکی قیدیوں کی اکثریت بلاک نمبر ۲ کے پہلی منزل میں تھی جنکی تعداد ۷۵ اور ۸۰ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔

شیر احمد جو پغمان وادی سے اتحاد اسلامی کے ایک مقامی کمانڈر کے ہمراہ آیا ہوا ہے۔ نے البنیان نیوز سروس کو بتایا کہ سردار داؤد کے زمانے میں گرفتار شدہ لوگوں میں سے صرف دو قیدی اس جیل میں موجود ہیں۔ جبکہ باقی لوگ یا تو موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں اور یا پھر دوسرے جیلوں کو منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ جو قیدی اب بھی موجود ہیں ان میں سے ایک مرجان ہے جو داؤد کابینہ کے ایک کمیونسٹ وزیر علی احمد خرم کے مبینہ قاتل تھے۔ علی احمد خرم ۱۹۷۶ء میں قتل کر دیئے گئے تھے۔ شیر احمد نے بتایا کہ مرجان ذہنی توازن مکمل طور پر کھو چکے ہیں۔

دوسرا زندہ بچ جانے والا قیدی انجینئر گلبدین حکمتیار کے حزب اسلامی کے ایک سینئر رکن پروفیسر کبیر ہے۔ شیر احمد نے بتایا کہ میری رہائی کے وقت تک ان کے مقدر کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا تھا۔

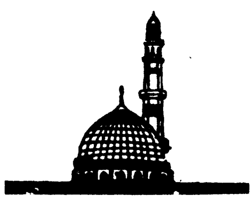

ہم ذلت کی زندگی پر راضی نہیں ہوں۔ توپوں اور میزائیلوں کی بوچھاڑ میں زندگی گزارنا گوارا کر لیں گے
لیکن ہتھیار ڈالنا یا میدان چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کریں گے۔



القرآن

"آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال، جس کے باشندے ظالم ہیں، اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے، جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں بس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

سورۃ النساء ۷۵،۷۶



الحدیث

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل ہے جو جہاد کے برابر ہو۔ فرمایا تم اسے کر نہیں سکتے آپ سے یہی سوال دو یا تین مرتبہ کیا گیا۔ آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ تم اس کو نہیں کر سکتے۔ آخر تیسری مرتبہ کے سوال پر آپ نے فرمایا۔ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والا' نماز میں قیام کرنے والا ہو اور کسی لمحظۂ روزہ نماز سے نہ رُکتا ہو۔ یہاں تک کہ مجاہد جہاد سے واپس لوٹ آئے۔

(ترمذی)

اداریہ

استاد سیاف

مسلمان بھائیوں کے نام

اسلام ایک جیتا جاگتا اور متحرک دین ہے۔ اس میں جمود اور سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا دین ہے۔ جس کی طرف تمام انسانوں کو دعوت دی گئی ہے۔ اس دین کی کتاب محمدؐ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اس کتاب میں تمام انسانوں سے خطاب ہے

ترجمہ۔ "اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تھا تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔" اور اس دین کو لانے والا رسول کی خاص قبیلے یا قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا تھا۔ بلکہ ان کی بعثت تمام لوگوں کے لئے ہوئی تھی۔ اور وہ رحمت للعالمین تھے۔

یہ دین بنی نوع انسان کی آزادی بحال کرنے اور اسے ان طاغوتی نظاموں کی قید سے چھڑانے آیا تھا جنہوں نے انسانیت کی تمام اقدار کو توڑ ڈالا تھا۔ اس کی شرافت اور عزت کو پامال اور پارہ پارہ کر دیا تھا۔ یہ دین اس مظلوم انسان کے لئے رحمت بن کر آیا تھا جو ظالم اور طاغوتی قوتوں کی خواہشات کا شکار ہو چکا تھا۔ اسی وجہ سے حضور کی ذمہ داری یہ تھی۔ کہ وہ اس دین کو خوب پھیلائیں تاکہ ان طاغوتی نظاموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور کفر و طغیان کو نیست و نابود کر دیا جائے اور انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر خالص اللہ کا بندہ بنا دے۔ اور یہی مضمون قرآن میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے

ترجمہ۔ "اے رسول! جو کچھ آپ پر نازل ہوتا ہے ان لوگوں تک پہنچا دے۔ اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو گویا تو نے اپنا پیغام نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرلے گا بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔" اور حقیقت یہ ہے کہ حضور نے اپنے اس فریضے کو مکمل طور پر سرانجام دیا۔ اور اس دین کو لوگوں تک پہنچایا اور جو امانت آپ کے سپرد ہوئی تھی وہ ادا کر دی۔ اور اس طرح پوری امت کی خیر خواہی کا سبب بنے۔

اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس دین نے پھیلنا اور پوری دنیا کو منور کرنا ہے تو لازمی طور پر طاغوتی قوتوں کی خواہشات سے اس کا ٹکراؤ ہو گا۔ اور شیطانی قوتوں سے اس کا مقابلہ آئے گا۔ اس روئے زمین پر یہی معرکہ حق و باطل ازل سے جاری و ساری ہے۔ اس معرکے نے تاریخ میں مختلف صورتیں اختیار کی جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے میں اصحاب حق مضبوط ہوتے تھے......

اور اس معرکے کے مزاج اور نتائج سے آگاہ تھے تو وہ اسے دشمن کی سرزمین پر لڑنے کی کوشش کرتے تھے اور یہی رسول اللہ کی سیاست تھی۔ جب اللہ پاک نے حضور کو مدینہ میں مضبوط ٹھکانہ دیا' اور وہاں کی داخلی اور خارجی مشکلات سے آپ فارغ ہوئے" مسلمان ایک مضبوط طاقت بن گئے اور دین اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے تیار ہو گئے تو اس کے بعد حضور نے دشمن کے علاقے میں لشکر بھیجنے شروع کئے اور ان کو اپنی طرف بڑھنے کا موقع نہیں دیا۔

(۱) مختصر یہ کہ یہی طریقہ کار اس دین اور اس فریضے کی فطرت کے عین مطابق ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ جو انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کی غلامی میں داخل کرتا ہے۔

(۲) حق و باطل کا یہ معرکہ دشمن کی سرزمین پر لڑنا عزت و قوت کی نشانی ہے جب کہ جن کی سر زمین پر یہ معرکہ لڑا جا رہا ہو۔ یہ ان کی ذلت و کمزوری کی علامت ہے۔

(۳) جس سرزمین پر یہ معرکہ لڑا جا رہا ہو اس کے زیادہ تر نقصانات وہاں کے رہنے والوں کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

(۴) جس سرزمین پر معرکہ لڑا جا رہا ہو۔ وہاں پر بہت سے ایسے عوامل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہاں کے لوگ لڑائی کی طرف بھرپور توجہ نہیں دے سکتے اور بسا اوقات یہی ان کی شکست کا سبب بنتا ہے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ حق و باطل کے درمیان یہ معرکہ ہمیشہ جاری رہے گا...... اب اگر تو باطل پر

> **یہ دین بنی انسان کی آزادی بحال کرنے اور اسے ان طاغوتی نظاموں کی قید سے چھڑانے آیا تھا جنہوں نے انسانیت کی تمام اقدار کو توڑ ڈالا تھا،**

حملہ نہیں کرے گا تو وہ تجھ پر حملہ آور ہو گا۔ اگر تو اس کا گلا نہیں دبائے گا تو وہ تیرا ناطقہ بند کر دے گا۔ اگر تو اسے مٹانے میں پہل نہیں کرے گا تو وہ تجھے نابود کرنے کے لئے قدم بڑھائے گا یہی تجربہ ماضی میں ہمیں ہو چکا ہے۔ جن دنوں مسلمان دین حق کے قیام اور پھیلاؤ کے لئے دشمنوں کی طرف بڑھتا رہا اس وقت تک دشمن مکمل پسپائی کی حالت میں رہا اللہ تعالی نے مسلمانوں کو عظیم فتوحات سے نوازا۔ ان کی حکومت قلیل عرصے میں مشرق اور مغرب میں پھیل گئی۔ دشمنان اسلام مسلمانوں کے سامنے ذلیل و خوار ہوئے اور نبی آدم کو اپنے ظلم و ستم اور غلامی میں جکڑنے والی سلطنتیں دھڑام سے گر گئیں اور ان کا روئے زمین پر کوئی نشان باقی نہ رہا۔ اور ان کی جگہ اسلام پورے عالم میں ایک حاکم دین کی حیثیت سے ابھرا۔ بین الاقوامی لحاظ سے اسلام ہی واحد اور مضبوط قوت بن گئی جس کی وجہ سے ہر جگہ مسلمان عزت اور خوشحالی سے رہنے لگا۔

مسلمانوں کا اپنے دشمنوں کا پیچھا کرتے رہنا اور جہاد جاری رکھنا یہ دونوں ایسی باتیں تھیں جنھوں نے دشمنوں کو سوچنے اور منظّم ہونے اور قوت مجتمع کرنے کا موقع نہیں دیا لیکن جب وہ اپنے اس فریضے یعنی دین کو پھیلانے اور طاغوت کا اس کے ٹھکانے تک پیچھا کرنے سے کترانے لگے۔ اور دنیا پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔ تلواروں کے سائے تلے آرام کرنے کی بجائے گھروں میں بیٹھ گئے۔ تو طاغوتی قوتوں کو منظّم ہونے کا موقع ملا انہوں نے منصوبہ بندی اور تیاری کی مسلمانوں پر اپنے پے در پے حملے شروع کئے جن میں

اگر آپ انسانیت کی قیادت کا نہیں سوچیں گے تو آپ کے نہ چاہنے کے باوجود دوسرے لوگ آپ کی قیادت کریں گے۔ اگر آپ دشمن پر حکومت کرنے کی منصوبہ بندی نہیں کریں گے تو وہ آپ کے حاکم بن جائیں گے۔ اگر آپ آگے بڑھ کر ان پر حملہ نہیں کرینگے تو وہ آپ پر حملہ کردینگے'

غیض و غضب اور مکر و فریب نمایاں تھا۔ نتیجتاً مسلمانوں کی قربانی سے آزاد ہونے والے 'اسلام کے نور سے منور ہونے والے اور طاغوتی نظام سے چھٹکارا پانے والے وہ وسیع و عریض علاقے آہستہ آہستہ سمٹنے لگے۔ مسلمانوں کا اقتدار دب بہ جاتا رہا۔ پوری امت پر ذلت کے سائے پھیلنے لگے اور معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ وہی دشمن جن کے گھر جا کر ہم ان پر حکومت کرتے تھے

نہ صرف یہ کہ ہمارے علاقے میں آکر ہم پر حکومت کرنے لگے اور ہماری بہترین چیزوں پر قبضہ کیا بلکہ سیاست میں بھی ہماری رہنمائی کرنے لگے۔ اور ہمیں ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسا کہ ایک آقا اپنے غلام کو دیکھتا ہے...... ہماری حالت بد سے بد تر ہونے لگی۔

یہ سب کچھ اس کا نتیجہ ہے کہ ہم نے دعوت و تبلیغ کا وہ فریضہ چھوڑ دیا جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ یہی معرکہ حق و باطل ہے۔ اس میں غلبہ اسی کو ہوگا جو پہل کرے گا۔ اور ذلت اس کے حصے میں آئے گی جو جمود کا شکار ہو گا جو دنیاوی عیش و عشرت میں مبتلا ہو گا وہ آگے نہیں بڑھ سکے گا نتیجتاً وہ کمزور اور بزدل ہو جائے گا۔

کاش! ہم بھی روس کے ساتھ اس کی سرزمین پر لڑتے۔

مسلمان بھائی!

ہم افغانستان میں اللہ کے دشمنوں سے برسرپیکار ہیں ہم اپنے دین کی عزت و حرمت کی خاطر اپنی تمام قیمتی متاع اور جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم زمانے کے ایسے سب سے بڑے طاغوت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنے کے لئے روئے زمین پر کوئی بھی تیار نہیں تھا...... مگر اس کے با وجود ہم اپنے دلوں میں ایک طرح کی ذلت محسوس کر رہے ہیں اس لئے کہ یہ لڑائی ہمارے گھر میں ہماری سرزمین پر لڑی جارہی ہے........ یہ سب کچھ اس لئے ممکن ہوا کہ نہ تو ہمارے پیش رو

روسیوں سے ان کے علاقے میں لڑے اور نہ ہی ہم .... ہمارے علاقے میں لڑائی کا لڑا جانا ہماری کمزوری اور ذلت کی نشانی ہے۔ کاش ہم روس کے ساتھ ماسکو میں لڑتے بجائے اس کے کہ ہم کابل میں اس کے خلاف نبرد آزمائیں۔

تو اے مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی سے سن! اگر آپ یہ سوچتے ہیں کہ دشمنان اسلام ہمارے ساتھ نہیں لڑتے تو ہم ان سے کیوں لڑیں تو آپ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز آپ سے اپنے ہاتھ نہیں روکیں گے۔ اور جب تک آپ مسلمان ہیں۔ آپ کے ساتھ لڑنے سے باز نہیں آئیں گے۔ ......یہی وہ حقیقت ہے جس کی خبر قرآن دے رہا ہے۔

ترجمہ! "اور وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ لڑیں گے یہاں تک کہ اگر ان کے لئے ممکن ہو وہ تمہیں تمہارے دین سے واپسی پھیر دیں" پس اگر آپ مسلمان رہنا چاہتے ہیں تو دشمن کے لئے پوری طرح تیار رہیں اسے اس کی کمین گاہ میں دبوچ لیں قبل اس کے کہ وہ آپ کو آپ کے بستر پر اچانک ختم کر دے۔ اپنی طرف قدم بڑھانے سے پہلے ہی دشمن کو جھا لیں۔ اپنے دشمن سے نہ ڈریں کیونکہ وہ بزدل ہے مگر جو بات اسے آپ کے مقابلے میں بہادر بنا رہی ہے وہ آپ کا ان سے مقابلہ چھوڑ دینا اپنے فرض سے کوتاہی برتنا اور دین سے دوری ہے۔

مسلمان بھائی!

اگر آپ انسانیت کی قیادت کا نہیں سوچیں گے تو آپ کے نہ چاہنے کے باوجود دوسرے لوگ آپ کی قیادت کریں گے۔ اگر آپ دشمن پر حکومت کرنے کی منصوبہ بندی نہیں کریں گے تو وہ آپ کے حاکم بن جائیں گے۔ اگر آپ آگے بڑھ کر ان پر حملہ نہیں کریں گے تو وہ آپ پر حملہ کر دیں گے۔

ان تمام باتوں کے باوجود اگر آپ نے جمود و سکون کی راہ اپنالی تو گویا آپ نے اپنا فریضہ چھوڑ دیا' اپنی امانت میں خیانت کی اور مقرر کردہ راستے سے بھٹک گئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر اللہ کے حکم کے تابع بنانا چھوڑ دیا۔ وہ اللہ جس کے سامنے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے

اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ دشمنوں کے ساتھ امن و سلامتی کے ساتھ رہ سکتے ہیں تو یہ بات حق و باطل کے خلاف ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے

وہ لوگ جو اہل ایمان نہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں لہٰذا شیطان کے دوستوں کے ساتھ لڑو بے شک شیطان کی چال بہت کمزور ہے۔

ظاہر شاہ کی چالیس سالہ حکومت ایک نظر میں

تحریر محمد سلیمان شاہ

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ افغانستان کے حالیہ تمام تر مصائب کا عامل ظاہر شاہ اور ان کے حامی افراد ہیں۔ کیونکہ ظاہر شاہ اور سردار داؤد وہی فرد تھے جنہوں نے سرخ سامراج اور ان کے تربیت شدہ ایجنٹوں کو یہ فرصت دیا کہ وہ براہ راست افغان سرزمین پر اپنا ناپاک قدم جمالے ظاہر شاہ کے دور حکومت میں اس منحوس مشن کیلئے سیاسی امور میں مشورہ دینے والے افسروں نے قابل قدر حصہ لیا جن کا مقصد افغان عوام پر روس جیسی سپرپاور کو مسلط کرنا تھا۔ انشاءاللہ ظاہر شاہ کا نام بھی شاہ شجاع امان اللہ، نادر خان اور عبدالرحمن جیسے غداروں کیساتھ تاریخ کے سیاہ صفحہ پر لکھا جائے گا انگریز اور افغان کے تیسرے جنگ کے بعد امان اللہ نے روس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کئے۔ اس وقت کابل میں جو روسی سفیر مقرر ہوا وہ ایک ملٹری جاسوسی تنظیم کا ریٹائرڈ افسر میخائل براوین تھا جسکی امان اللہ کے دربار میں پرجوش استقبال اور عزت کی جاتی تھی۔ اس سفارت کار نے افغان فوج میں بھی اچھی خاصی نفوذ حاصل کیا اور پھر جب افغانستان اور سوویت یونین کے درمیان برائے نام "دوستی" کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو روسی نفوذ کیلئے مزید راہ ہموار ہوئی

اس معاہدے پر ۱۹۲۱ میں دونوں ممالک نے دستخط کئے ۱۹۳۳ میں ظاہر شاہ باپ کے قتل ہونے کے بعد ۱۹ برس کی عمر میں اقتدار پر قابض ہوا۔ لیکن تجربہ کم ہونے کی وجہ سے اصلی اقتدار سردار محمد ہاشم خان اور ظاہر شاہ کے چچا کے ہاتھوں میں تھا جو کہ ۱۹۳۳ سے لیکر ۱۹۴۶ تک وزیر اعظم کے عہدے پر فائز رہے موصوف نے تمام ممالک کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کئے تھے، مگر صرف روس کو افغانستان میں اپنے تجارتی دفاتر کھولنے سے انکار کر رہے تھے۔ لیکن ۱۹۳۶ میں ظاہر شاہ نے سوویت کے ساتھ ایک تجارتی معاہدے پر دستخط کئے اور پھر ۱۹۵۲ میں روس کو تجارتی دفتر کھولنے کی اجازت بھی شاہ محمود خان کی وساطت سے مل گئی جو ۱۹۴۶ میں محمد ہاشم خان کی [illegible] کے بعد [illegible] پہنچے تھے۔ اور ساتھ ہی [illegible] اور روسی ماہرین نے افغانستان کا رخ کیا۔ ۱۹۵۳ میں جب سردار محمد داؤد وزیر اعظم بنے تو اس نے سوویت یونین کے ساتھ سیاسی، تجارتی اور اقتصادی رابطوں کو مستحکم کرنے کی بہت کوشش کی جبکہ ہمسایہ ملک پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب کر دیئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۵ میں پاک افغان سرحد بند ہو گئی۔ پاک افغان سرحد تورخم جو افغانستان کے لئے تجارتی لحاظ سے کافی ضرورت رکھتا ہے افغان حکومت نے روس کے اشارے پر پاکستان کے ساتھ مسئلہ پشتونستان چھیڑ کر پاکستان کو اس امر پر مجبور کیا کہ وہ پاک افغان سرحد "تورخم" بند کر دے اسی اثناء میں روس کی طرف سے افغانستان کی مالی امداد میں کئی گنا اضافہ کیا گیا جس میں سالنگ نامی شاہراہ کی تعمیر

بہرحال ظاہر شاہ کے ۴۰ سالہ دور حکومت میں کمیونسٹ جتنے مضبوط ہو گئے اتنے پہلے نہیں تھے۔ اور آج افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ان تمام حالات کا سہرا ظاہر شاہ کے سر ہے افغان عوام پر جو ظلم اس نے کیا وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

شامل ہے۔ اس کے علاوہ روس نے افغانستان میں بڑے بڑے شاہراہوں اور ایئر پورٹوں کی مرمت کی طرف خاص توجہ دی اور ساتھ ہی جہاز رانی کے سہولتیں بھی فراہم کئے۔ جو صرف خام مال اور پھل روس منتقل کرنے کیلئے استعمال ہوتے رہے۔ دراصل ظاہر شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت کے دوران روسیوں کی یہ کوشش رہی کہ افغانستان کے اقتصادی، سیاسی، تجارتی اور ثقافتی شعبوں پر اپنا قبضہ جمائیں۔ افغانستان کے بعض باشعور افراد افغان حکومت کے اس حماقت کو سمجھ گئے اور روسی چالوں کو تاڑ گئے۔ لیکن اس وقت تک سوویت یونین افغانستان کے ہر شعبے میں اکافی